بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوۡلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ

جلد
74

شمارہ
16

ہفت روزہ
بدر
قادیان
Weekly
BADAR Qadian

www.akhbarbadr.in

ایڈیٹر
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50پاؤنڈیا
80ڈالرامریکن
یا 60یورو

18 شوال 1446 ہجری قمری ● 17/شہادت 1404 ہجری شمسی ● 17/اپریل 2025ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىۡ عَنِّىۡ فَاِنِّىۡ قَرِيۡبٌ ؕ اُجِيۡبُ دَعۡوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلۡيَسۡتَجِيۡبُوۡا لِىۡ وَلۡيُؤۡمِنُوۡا بِىۡ لَعَلَّهُمۡ يَرۡشُدُوۡنَ ﴿۱۸۷﴾

(سورۃ البقرۃ:187)

ترجمہ :: اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبّیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 11/اپریل 2025 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

یہ سنت اللہ ہے کہ مامور من اللہ ستائے جاتے ہیں، دکھ دیئے جاتے ہیں، مشکل پر مشکل ان کے سامنے آتی ہے نہ اس لئے کہ وہ ہلاک ہوجائیں بلکہ اس لئے کہ نصرتِ الٰہی کو جذب کریں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

یہ سنت اللہ ہے کہ مامور من اللہ ستائے جاتے ہیں۔ دکھ دیئے جاتے ہیں۔ مشکل پر مشکل ان کے سامنے آتی ہے نہ اس لئے کہ وہ ہلاک ہوجائیں بلکہ اس لئے کہ نصرتِ الٰہی کو جذب کریں۔ یہی وجہ تھی کہ آپؐ کی مکی زندگی کا زمانہ مدنی زندگی کے بالمقابل دراز ہے۔ چنانچہ مکہ میں 13 برس گزرے اور مدینہ میں دس برس۔ جیسا کہ اس آیت سے پایا جاتا ہے ہر نبی اور مامور من اللہ کے ساتھ یہی حال ہوا ہے کہ اوائل میں دکھ دیا گیا۔ مکّار، فریبی، دکاندار اور کیا کیا کہا گیا ہے۔ کوئی بُرا نام نہیں ہوتا جو ان کا نہیں رکھا جاتا۔ وہ نبی اور مامور ہر ایک بات کی برداشت کرتے اور ہر دکھ کو سہ لیتے ہیں لیکن جب انتہا ہو جاتی ہے تو پھر بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے دوسری قوت ظہور پکڑتی ہے۔ اسی طرح پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کا دکھ دیا گیا ہے اور ہر قسم کا بُرا نام آپ کا رکھا گیا ہے۔ آخر آپ کی توجہ نے زور مارا اور وہ انتہا تک پہنچی جیسا اِسۡتَفۡتَحُوۡا سے پایا جاتا ہے اور نتیجہ یہ ہوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيۡدٍ۔ تمام شریروں اور شرارتوں کے منصوبے کرنے والوں کا خاتمہ ہوگیا۔ یہ توجہ مخالفوں کی شرارتوں کی انتہا پر ہوتی ہے کیونکہ اگر اوّل ہی ہو تو پھر خاتمہ ہوجاتا!! مکہ کی زندگی میں حضرت اَحدیت کے حضور گرنا اور چلّانا تھا۔ اور وہ اس حالت تک پہنچ چکا تھا کہ دیکھنے والوں اور سننے والوں کے بدن پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔ مگر آخر مدنی زندگی کے جلال کو دیکھو کہ وہ جو شرارتوں میں سرگرم اور قتل اور اخراج کے منصوبوں میں مصروف رہتے تھے، سب کے سب ہلاک ہوئے اور باقیوں کو اس کے حضور عاجزی اور منت کے ساتھ اپنی خطاؤں کا اقرار کرکے معافی مانگنی پڑی۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 63، ایڈیشن 2018، قادیان)

اسلام کے معنی یہ ہیں کہ ایسے افعال بجالانا جن سے انسان ہلاکت سے محفوظ ہوجائے گویا اس نام میں ہی اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی غرض بتادی ہے جو یہ ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے غضب سے محفوظ ہوجائیں اور آپس کے لڑائی جھگڑوں سے نجات پاجائیں

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الحج آیت نمبر 79 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ نے اسلام کیلئے بھی ایسا ہی نام چُنا ہے جو اپنے اندر بڑی بھاری خوبیاں اور حکمتیں لئے ہوئے ہے۔ چنانچہ جو اسلام کے اصلی حروف یا روٹ ہیں عربی زبان میں جہاں بھی اکٹھے ہونگے وہاں ان کے معنوں میں حفاظت کے معنے ضرور پائے جائیں گے۔ اور پھر یہ حروف جس شکل میں بھی بدلتے چلے جائیں اُن سب صورتوں میں حفاظت کے معنے بدستور پائے جائینگے۔ مثلاً اسلام ہے اس کے معنے فرمانبرداری کے ہیں اور ان معنوں میں حفاظت لازمی طور پر پائی جاتی ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص کسی بڑے آدمی کی فرمانبرداری کرتا ہے اور اس کی بات مان لیتا ہے تو طبعی طور پر وہ اُن تکالیف سے محفوظ ہو جاتا ہے جو اس بڑے آدمی کی طرف سے پہنچ سکتی ہیں۔ اور پھر اُسی کے مال و جان کی حفاظت کی جاتی ہے جو مطیع و منقاد ہو۔ چنانچہ جو لوگ باغی ہوتے ہیں وہ گورنمنٹ کی حفاظت میں نہیں ہوتے بلکہ گذشتہ زمانہ میں تو ایسے لوگ آؤٹ آف لاز کہلاتے تھے۔ اور اُن کو اگر کوئی قتل بھی کر دیتا تھا تب بھی گورنمنٹ کوئی گرفت نہیں کرتی تھی۔ پھر سَلَمٌ ہے، جس کے معنے آفات اور مصائب سے بچنے کے ہیں۔ اسی طرح سَلَمَ الْجِلْدَ کے معنے ہیں سلم سے چمڑے کی دباغت کر دی۔ اور دباغت بھی چمڑے کو گلنے سے بچانے کیلئے کرتے ہیں۔ پس اس میں بھی حفاظت کے معنے شامل ہیں۔ اسی طرح کہتے ہیں سَالَمَہٗ جس کے معنے ہوتے ہیں اس سے مصالحت کی اور صلح کرنے میں بھی حفاظت مدنظر ہوتی ہے۔ اسی طرح کہتے ہیں تَسَلَّمَ الشَّیْءَ فلاں چیز کو اُس نے پکڑ لیا اور اُس پر قبضہ کر لیا اور جب کوئی چیز قبضہ میں آجاتی ہے تو وہ بھی حفاظت میں ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اِسْتَلَمَ الزَّرْعُ کا محاورہ ہے جس کے معنے ہیں کھیتی نے استیلام کیا۔ یعنی کھیتی میں دانہ پڑ گیا۔ اس میں بھی حفاظت کے معنے ہیں کیونکہ جب تک کھیتی میں دانہ نہ پڑے اُس وقت تک کسان اُس پر مطمئن نہیں ہوتا اور جب دانہ پڑ جائے تو پھر ایک حد تک وہ اُسے محفوظ خیال کرتا ہے۔ پھر سَلَامٌ خدا کا نام ہے جو ہر قسم کے نقص اور عیب سے پاک ہے۔ پھر اشتقاق کے لحاظ سے آگے چلیں تو اشتقاق کبیر میں سَلَمٌ کا لفظ سَمَلٌ بن جائیگا جس کے معنے صلح کرانے اور حوض سے گند نکال کر صاف کرنے کے ہیں۔ لَمْسٌ چھونے کو کہتے ہیں۔ اس میں بھی حفاظت کے معنے شامل ہیں کیونکہ وہ تمام باتیں جن کو انسان محفوظ کرتا ہے اپنے حواس سے ہی کرتا ہے جن میں سے ایک لمس بھی ہے۔ پھر مَسَلَ الْمَاءُ کے معنے ہوتے ہیں پانی بہ پڑا۔ جب پانی بہ کر کھیتی میں پہنچتا ہے تو کھیتی کی حفاظت کرتا ہے اور اُسے خشک ہونے سے بچاتا ہے۔ اسی طرح لَسِمٌ ہے۔ اس کے معنے چُپ رہنے کے ہیں اور یہ ضرب المثل مشہور ہے کہ ''نِکلی ہونٹوں چڑھی کوٹھوں۔'' حفاظت اور امن جو خاموشی میں نصیب ہوتا ہے اُس کو ہر ایک جانتا ہے۔ مَلَسٌ مداہنت کو کہتے ہیں اور مداہنت کی غرض ہمیشہ یہی ہوتی ہے کہ کسی شخص کے شر سے چکنی چپڑی باتیں کرکے انسان محفوظ ہو جائے۔ غرض یہ تینوں حروف آگے پیچھے ہو کر جس طرح بھی آئیں عربی زبان میں ان کے معنے حفاظت کے ہی ہوتے ہیں۔ پس اسلام کے معنے یہ ہوئے کہ ایسے افعال بجالانا جن سے انسان ہلاکت سے محفوظ ہو جائے۔ گویا اس نام میں ہی اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی غرض بتادی ہے جو یہ ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے غضب سے محفوظ ہوجائیں اور آپس کے لڑائی جھگڑوں سے نجات پا جائیں۔ یعنی ایک طرف تو ان کا اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق قائم ہو جائے اور دوسری طرف وہ بنی نوع انسان سے ایسا اچھا سلوک رکھیں کہ اُن میں باہم محبت اور یگانگت پیدا ہو جائے اور فتنہ و فساد دنیا سے مٹ جائے۔ اور ایک سچا مذہب انہی دو اغراض کا حامل ہوتا ہے۔ یعنی ایک طرف تو وہ تعلق باللہ کے پہلو کو مضبوط کرتا ہے اور دوسری طرف وہ شفقت علیٰ خلق اللہ کی طرف بنی نوع انسان کو توجہ دلاتا ہے۔ اور جب اس کی تعلیم کے نتیجہ میں لوگوں کا خدا تعالیٰ سے بھی تعلق ہو جائے اور بنی نوع انسان سے بھی وہ شفقت کرنے لگیں تو نہ خدا تعالیٰ کی طرف سے انہیں کسی ناراضگی کا ڈر ہوسکتا ہے اور نہ بنی نوع انسان کی طرف سے انہیں کوئی خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ اور اس طرح وہ روحانی اور جسمانی دونوں رنگ میں محفوظ ہو جاتے ہیں۔ غرض اس نام میں ہی اللہ تعالیٰ نے مذہب کی ساری حقیقت بیان کر دی ہے۔ اور بتایا ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں خدا تعالیٰ کے حقوق بھی کامل طور پر ادا کئے گئے ہیں اور بنی نوع انسان کے حقوق کا بھی اس میں پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 108 تا 109، مطبوعہ قادیان 2010)

❀❀❀

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر: نگران بدر بورڈ قادیان

ماؤں کو یاد رکھنا چاہئے کہ نصیحت کا تبھی اثر ہوتا ہے جب اس کے ساتھ نیک نمونہ ہو، اس لئے پہلے اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں

پنجوقتہ نمازوں کا باقاعدگی سے التزام کریں اور تمام دینی تعلیمات پر عمل کریں

پھر اپنے بچوں کی تربیت کی طرف بھی خاص توجہ دیں، اُن کو وقت دیں، اُن کی پڑھائی کی طرف توجہ دیں، اُن کو جماعت کے ساتھ جوڑنے کی طرف توجہ دیں

اپنے گھروں میں ایسے ماحول پیدا کریں کہ بچوں کی نیک تربیت ہو رہی ہو، بچے معاشرے کا ایک اچھا حصہ بن کر ملک وقوم کی ترقی میں حصہ لینے والے بن سکیں

یاد رکھیں کہ انسان کے اس دنیا میں آنے کا یہی مقصد قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی بعثت کا بہت بڑا مقصد یہی بتایا ہے کہ بندے اور خدا میں ایک زندہ تعلق قائم کیا جائے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ آئرلینڈ کے پندرھویں نیشنل سالانہ اجتماع کے موقع پر بصیرت افروز پیغام

ممبرات لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ کو اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور نیک نتائج سے نوازے۔ آمین

مجھ سے اس موقع پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میرا پیغام یہ ہے کہ آپ اپنی اور اپنی اولاد کی تربیت پر خاص توجہ دیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہر فرد جماعت مرد اور عورت اپنی اصلاح کی کوشش کرے۔ اپنے نیک نمونے قائم کرے۔ خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق جوڑے اور اپنی اولاد کو بھی اس تعلق کو جوڑنے کی طرف لے کر آئے۔ اُن کی ایسی تربیت کرے جس سے حقیقی معنوں میں وہ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے والے اور اپنی روحانیت کو بڑھانے والے بنیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو۔“ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۰۹)

پس ماؤں کو یاد رکھنا چاہئے کہ نصیحت کا تبھی اثر ہوتا ہے جب اس کے ساتھ نیک نمونہ ہو۔ اس لئے پہلے اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں۔ مثلاً پنجوقتہ نمازوں کا باقاعدگی سے التزام کریں اور تمام دینی تعلیمات پر عمل کریں۔ پھر اپنے بچوں کی تربیت کی طرف بھی خاص توجہ دیں۔ اُن کو وقت دیں۔ اُن کی پڑھائی کی طرف توجہ دیں۔ اُن کو جماعت کے ساتھ جوڑنے کی طرف توجہ دیں۔ اپنے گھروں میں ایسے ماحول پیدا کریں کہ بچوں کی نیک تربیت ہو رہی ہو۔ بچے معاشرے کا ایک اچھا حصہ بن کر ملک وقوم کی ترقی میں حصہ لینے والے بن سکیں۔

اسی طرح آپ کا اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق ہونا چاہئے۔ یاد رکھیں کہ انسان کے اس دنیا میں آنے کا یہی مقصد قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی بعثت کا بہت بڑا مقصد یہی بتایا ہے کہ بندے اور خدا میں ایک زندہ تعلق قائم کیا جائے۔ اس زمانے میں مسیح موعودؑ کے آنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس لئے کہ دنیا خدا کو بھلا بیٹھی تھی۔ پس ہم احمدی جو اتنے بڑے دعویٰ کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں تو ہمارا سب سے پہلا فرض بنتا ہے کہ اس خدا کے آگے جھکنے والے بنیں، اس سے دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو میری ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 26 نومبر 2024ء)

❁❁❁❁

اخبار بدر خود بھی پڑھیں اور اپنے دوست احباب کو بھی اسکے پڑھنے کی ترغیب دیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اخبار بدر کے خصوصی شمارہ دسمبر 2014 کے لئے اپنا پیغام ارسال کرتے ہوئے فرمایا:

”یہ بات بدر کے ادارہ اور قارئین کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ یہ اخبار احباب جماعت کی روحانی اصلاح اور ترقی کیلئے جاری کیا گیا تھا اور ہمارے بزرگوں نے باوجود نامساعد حالات کے پوری جانفشانی سے اسے ہمیشہ جاری رکھنے کی سعی کی اور ان کی دعاؤں اور پاک کوششوں کی برکت سے ہی آج تک یہ جاری ہے اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ احمدی اسے پڑھیں اور اس سے استفادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہندوستان کے احمدیوں کو بالخصوص اور باقی دُنیا میں بسنے والے احمدیوں کو بالعموم اس کے مطالعہ کی اور اس سے وابستہ برکتوں کو سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔“

سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس نہایت اہم اور بصیرت افروز ارشاد کے پیش نظر احباب جماعت احمدیہ کی خدمت میں گزارش کی جاتی ہے کہ ہر گھر میں اخبار بدر کے مطالعہ کو یقینی بنایا جانا بہت ضروری ہے۔ اخبار بدر میں قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ کے علاوہ حضور انور کے خطبات جمعہ، خطابات، نیز حضور انور کے مختلف ممالک کے بابرکت دوروں کی نہایت دلچسپ اور ایمان افروز رپورٹیں باقاعدگی سے شائع ہوتی ہیں جس کا مطالعہ ہر احمدی کیلئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقت سے اب یہ اخبار اردو کے علاوہ ہندی، بنگلہ، تامل، تیلگو، ملیالم، اُڑیہ، کنڑ زبانوں میں بھی شائع ہو رہا ہے۔ جن احمدی دوستوں نے اب تک اخبار بدر اپنے نام جاری نہیں کروایا ہے، ان سے درخواست ہے کہ اخبار بدر اپنے نام جاری کروا کر خود بھی اس کا مطالعہ کریں اور اپنے بچوں اور گھر کے دیگر افراد کو بھی اس کے مطالعہ کا موقع فراہم کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیّدنا حضرت امیر المومنین کے ارشادات پر من وعن ان کی حقیقی روح کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اخبار بدر کے وقت پر نہ پہنچنے نیز چندہ جات کی ادائیگی یا کسی بھی طرح کی معلومات کیلئے دفتر مینیجر ہفت روزہ اخبار بدر سے رابطہ کریں۔ جزاکم اللہ (ادارہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو آدمی علم حاصل کرنے کیلئے سفر اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستہ پر چلاتا ہے، فرشتے طالب علم سے راضی ہوتے ہوئے اس کیلئے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں

(سنن ابوداؤد، کتاب العلم، باب الحث علی طلب العلم)

طالب دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب واہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (المائدہ:3)

ترجمہ: اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی (کے کاموں) میں تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ (فاطر:29)

ترجمہ: یقیناً اللہ کے بندوں میں سے اُس سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ یقیناً اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت بخشنے والا ہے۔

طالب دعا: SUJAUDDIN SK صاحب مرحوم، شیخ شمس الدین صاحب مرحوم (KHARAGPUR صوبہ بنگال)

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا ☆ مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف وکرم ہے بار بار (المسیح الموعودؑ)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

WATCH SALES & SERVICE
LCD LED SMART TV
VCD & CD PLAYER
EXPORT AND IMPORT GOODS
AND ALL KIND OF ELECTRONICS
AVAILABLE HERE

Prop. NASIR SHAH Contact.03592-226107,281920, +91-7908149128
NEAR LAAL BAZAR, AHMADIYYA MUSLIM MISSION GANGTOK SIKKIM

خطبہ جمعہ

’’اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ جیسے تمام کمالات متفرقہ جو انبیاءؑ میں تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع کر دیے اسی طرح تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے وہ قرآن شریف میں جمع کر دیے اور ایسا ہی جس قدر کمالات تمام امتوں میں تھے وہ اس امت میں جمع کر دیے۔ پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم ان کمالات کو پالیں‘‘

(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں 23 مارچ کا دن بڑی اہمیت کا حامل ہے
کیونکہ 23 مارچ 1889ء کو جماعت احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت کے آغاز سے جماعت کی بنیاد ڈالی تھی

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی تھے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑے ہوئے اور اسلام کے دفاع کے لیے ایک جری اللہ کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کیا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسلام کی خدمت کی وجہ سے بعض لوگوں نے آپ سے یہ بھی کہا کہ آپ ہم سے بیعت لیں
لیکن آپ کو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں تھا اس لیے آپ نے اس وقت بیعت نہیں لی

آسمانی نشانوں میں ایک نشان کسوف وخسوف کا آسمانی نشان تھا جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا
کہ یہ میرے مہدی کی آمد کا خاص نشان ہے جو رمضان کے مہینے میں مقررہ تاریخوں پر لگنا تھا

پس ہمارے لیے تو اللہ تعالیٰ نے جو قربانی کا تھوڑا بہت موقع دیا ہے اس سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیے
اور اس کے لیے اپنی جان، مال، وقت قربان کرنے کا جو عہد ہے اس کو پورا کرنا چاہیے
اور عہد بیعت میں جو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سب سے زیادہ محبت کروں گا کا اظہار کیا ہے کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے ہیں
تو پھر ہمیں اس کا عملی اظہار بھی کرنا ہوگا

یہ لازمی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت دنیا میں پھیلنی تھی اور پھیلے گی
کیونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کے لیے آئے ہیں جو آخری دین ہے

چاہے یہ لوگ جتنا مرضی زور لگالیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو ختم کرنا ہے لیکن جو زور لگاتے ہیں وہی پھیلنے کا ذریعہ بن جاتا ہے

اگر اسلام کی مخالفت نہ ہوتی تو پھر مسیح موعود کو آنے کی ضرورت نہیں تھی
لیکن یہ تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج سے ایک سو چھتیس سال پہلے جب آپ نے دعویٰ کیا اس وقت سے لے کر آج تک اس میں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے

’’مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوت یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے، سمجھتے ہی نہیں ہیں...... ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

رمضان کے دنوں میں دعاؤں کے ذریعہ سے بھی، اور اپنے علم کو بڑھانے کے ذریعہ سے بھی قرآن کریم کا علم سیکھنے کے ذریعہ سے بھی اور عملی طور پر پیغام پہنچانے کے ذریعہ سے بھی تبلیغ کے کام میں ہمیں جُت جانا چاہیے تا کہ ہم جلد سے جلد دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہرانے والے بن سکیں اور دنیا کو خدائے واحد کے حضور جھکانے والے بن سکیں

یوم مسیح موعود کی مناسبت سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پُر معارف ارشادات کی روشنی میں مسیح موعود کی بعثت کا تذکرہ

پاکستانی احمدیوں اور امت مسلمہ کے لیے دعاؤں کی تحریک

اللہ تعالیٰ پاکستانی احمدیوں کے حالات میں آسانیاں پیدا فرمائے۔ عمومی طور پر مسلمان امت کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی عقل اور سمجھ دے اور ان کے حالات بہتر کرے۔ ان پر رحم فرمائے۔ فلسطینی مسلمان جو ہیں ان پر دوبارہ ظلم کا ایک نیا دور شروع ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو بھی اس ظلم سے محفوظ رکھے۔ ان پر رحم فرمائے

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 21 / مارچ 2025ء بمطابق 21 / امان 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

پرسوں 23 مارچ ہے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں 23 مارچ کا دن بڑی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ 23 مارچ 1889ء کو جماعت احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت کے آغاز سے جماعت کی بنیاد ڈالی تھی۔

آپؑ کی بعثت عین اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق تھی۔ اس وقت اسلام کی کشتی بڑی ڈانواں ڈول تھی، گو اب بھی مذہبی لحاظ سے مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہی ہے بلکہ سیاسی اور دنیاوی لحاظ سے بھی بہت بری حالت ہے باوجود اس کے کہ بہت سے مسلمان ممالک دولت سے مالا مال ہیں، تیل کی دولت ہے ان کے پاس لیکن ان کی جو اہمیت ہے، جو وقار ہے وہ بالکل ضائع ہو چکا ہے۔ بہرحال اس وقت جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت لی اس وقت اسلام کی جو حالت تھی اس پر آپ کا دل خون کے آنسو روتا تھا۔ بڑا درد تھا آپ کے دل میں۔ اسلام پر تابڑتوڑ حملے غیر مذاہب کی طرف سے ہو رہے تھے خاص طور پر عیسائیت کی طرف سے لیکن ان کا کوئی جواب دینے والا نہیں تھا۔ مسلمان علماء بھی اس وقت سہمے رہتے تھے بلکہ یہ حالت ہو گئی تھی کہ بہت سے مسلمان اسلام چھوڑ کر لاکھوں کی تعداد میں عیسائیت کی گود میں گر رہے تھے۔ اس وقت جب مسلمانوں کی یہ حالت تھی اور اسلام پر اس طرح حملے ہو رہے تھے تو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی تھے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑے ہوئے اور اسلام کے دفاع کے لیے ایک جری اللہ کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کیا۔

آپ علیہ السلام نے تمام مذاہب جو اس وقت ہندوستان میں موجود تھے آریہ سماج، برہمو سماج، عیسائیت یا دوسرے مذاہب یا لا مذہب لوگ جو بھی اس وقت اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ سے خوفناک حملے کر رہے تھے تو اس درد کی وجہ سے ان کے جواب میں آپ نے بیعت لینے سے پہلے ہی ایک معرکہ آرا کتاب لکھی، بلکہ کتب لکھیں جو براہین احمدیہ کے نام سے معروف ہیں اور بڑی مشہور ہیں۔ شروع میں آپ نے اس کی چار جلدیں لکھی تھیں۔ اس میں آپ نے دشمنوں کے، مخالفین اسلام کے دندان شکن جواب دیے۔ یہ کتابیں جو آپ نے لکھیں اس کا پہلا حصہ 1880ء میں، پھر 1882ء میں، پھر 1884ء میں لکھا اور آپؑ نے اس میں قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے اور بے نظیر کتاب ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور صادق اور آخری نبی ہونے کے ناقابلِ تردید دلائل بیان فرمائے اور آپ نے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ میں جو دلائل دے رہا ہوں ان دلائل کو جو ردّ کرے گا اس کے لیے چیلنج ہے بلکہ آپ نے یہاں تک فرمایا کہ اگر اس کا تیسرا حصہ یا چوتھا حصہ یا پانچواں حصہ بھی کوئی ان کو ردّ کرنے کے لیے دلیل دے دے جو میں دلائل دے رہا ہوں تو میں دس ہزار روپے انعام دوں گا۔ (ماخوذ از براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 24 تا 28) جو اس زمانے میں بہت بڑی رقم تھی۔

بہرحال جب آپ نے یہ اعلان کیا اور اس طرح کتابیں شائع کیں تو اس وقت پھر مسلمانوں کو کچھ حوصلہ ہوا کہ ہاں اسلام ایک مضبوط مذہب ہے اور آخری مذہب ہے اور ہمیں کوئی ضرورت نہیں فکر کرنے کی اور لوگوں سے ڈرنے کی۔ اور اس وقت آپ کی لوگوں نے اور اس زمانے کے علماء نے بھی بڑی تعریف کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسلام کی اس خدمت کی وجہ سے بعض لوگوں نے آپ سے یہ بھی کہا کہ آپ ہم سے بیعت لیں لیکن آپ کو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں تھا اس لیے آپ نے اس وقت بیعت نہیں لی اور جب اللہ کا حکم ہوا تو پھر آپؑ نے بیعت لی اور یوں مخلصین کی جماعت کا آغاز ہوا اور پھر بعد میں آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ بھی اعلان کر دو کہ تم مسیح موعود اور مہدی معہود ہو۔ بہرحال بیعت سے پہلے آپؑ نے ایک اعلان شائع فرمایا تھا دسمبر 1888ء میں تبلیغ کے نام سے۔ اس میں آپ نے فرمایا کہ ”میں اس جگہ ایک اَور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راز سیکھنے کے لیے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لیے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں ان کا غم خوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لیے کوشش کروں گا اور خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لیے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربانی شرائط پر چلنے کے لیے بدل وجان طیار ہوں گے۔ یہ ربانی حکم ہے جو آج میں نے پہنچا دیا ہے۔ اس بارہ میں عربی الہام یہ ہے۔ اِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا۔ اَلَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ۔ يَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔“

(سبز اشتہار، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 470)

یعنی جب تُو نے اس خدمت کے لیے قصد کر لیا تو خدا تعالیٰ پر بھروسہ کر اور یہ کشتی ہماری آنکھوں کے روبرو اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کریں گے وہ تجھ سے نہیں بلکہ خدا سے بیعت کریں گے۔ خدا کا ہاتھ ہوگا جو ان کے ہاتھ پر ہوگا۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے نشانات بھی دکھائے۔ ارضی بھی سماوی بھی جن میں آسمانی نشانوں میں ایک نشان کسوف و خسوف کا آسمانی نشان تھا جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ میرے مہدی کی آمد کا خاص نشان ہے جو رمضان کے مہینے میں مقررہ تاریخوں پر لگنا تھا۔

(سنن الدارقطنی کتاب العیدین باب صفۃ الصلوٰۃ والخسوف والکسوف حدیث 1795 مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

اور جو 1894ء میں مشرق میں اور 1895ء میں مغرب میں لگا۔ اور بہت سارے سعید فطرت لوگوں نے اس نشان کو دیکھ کر آپ کو قبول کیا۔

ضمناً یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ اس رمضان میں بھی چاند گرہن اور سورج گرہن لگا ہے۔ چاند گرہن لگ چکا ہے اور سورج گرہن لگنا ہے اور انہی تاریخوں کو لگنا ہے اور آئندہ بھی ہو سکتا ہے کہ لگتا رہے لیکن جو چاند سورج گرہن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں لگا اور آپؑ کے دعوے کے بعد لگا اس کی اپنی اہمیت ہے۔ آپ نے خدا تعالیٰ سے ایک فرقان اور نشان مانگا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے نشان دکھلایا۔

بعض احمدی ان دنوں میں جو چاند اور سورج گرہن لگ رہا ہے اسے بھی نشان بتاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

بہرحال اگر نشان سمجھنا بھی ہے تو یہ اسی کا ایک تسلسل ہے جو اَب جاری ہے جس کا دعویٰ ایک سو پینتیس چھتیس سال پہلے ہو چکا ہے۔ لیکن یہ واضح کر دوں کہ آپ کے زمانے کا گرہن مشرق و مغرب میں لگا تھا اور اس سال لگنے والا گرہن زیادہ تر مغرب میں لگ رہا ہے اس لیے ہم اس زمانے کے گرہن کو اس وقت کے گرہن کے برابر اہمیت بہرحال نہیں دے سکتے اور یہ لگ بھی تھوڑے حصہ میں رہا ہے یعنی کہ سورج کا پچیس تیس فیصد حصہ cover ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں تو پچھتر سے سو فیصد حصہ تک یہ گرہن لگا تھا بلکہ جب شروع ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب دکھایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہم نے تو دیکھ لیا ہے لیکن مخالفین اس کو دیکھ کر کوئی اثر نہیں لیں گے لیکن پھر آہستہ آہستہ وہ بڑھنا شروع ہوا اور سورج گرہن لگ گیا۔ بہرحال ضمناً میں نے یہ ذکر کر دیا ہے۔

آپؑ نے 12 جنوری 1889ء کو پھر تکمیلِ تبلیغ کے نام سے ایک اعلان شائع فرمایا اور اس میں دس شرائط بیعت رکھیں جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ میں دس شرائط بیعت ہیں۔ ایک احمدی ہونے کے لیے ان پر عمل کرنا اور ان کو بدل وجان قبول کرنا ضروری ہے۔ جس میں آپؑ نے یہ ہدایت فرمائی اور بیعت کرنے والے کو یہ کہا کہ وہ یہ عہد کرے کہ شرک سے تا زندگی اجتناب کروں گا۔ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے ذریعوں سے بچتا رہوں گا۔ نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوں گا جیسا بھی جذبہ پیش آئے۔ پھر یہ بھی آپؑ نے فرمایا کہ نمازوں کی طرف پوری توجہ دوں گا اور اللہ اور رسول کے حکموں کے مطابق حتی الوسع ان کو سنوار کر پڑھنے کی کوشش کروں گا۔ تہجد پڑھنے کی کوشش کروں گا۔ گناہوں کی معافی مانگوں گا۔ استغفار کروں گا۔ کوئی ایسا جوش نہیں دکھاؤں گا جس سے بنی نوع انسان کو ناجائز تکلیف پہنچے نہ زبان سے نہ ہاتھ سے اور ہر حالت میں مَیں خدا تعالیٰ کی وفاداری رکھوں گا اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا ہوگی اس پر راضی رہوں گا۔ پھر یہ بھی کہ قرآن کریم کی حکومت اپنے او پر وارد کروں گا یعنی قرآن کریم کے ہر حکم پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا اور ان کو تلاش کر کے ان پر عمل کروں گا اور جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے ان سے رکوں گا اور یہ میرا دستور العمل ہوگا کہ اللہ اور اس کے رسول کی باتوں پر عمل کروں۔ پھر عاجزی ہے۔ فروتنی ہے۔ مسکینی ہے۔ حلیمی ہے اس کو اختیار کروں گا اور تکبر اور نخوت سے بچوں گا اور دین کی عزت اور ہمدردی اپنے مال جان سے زیادہ عزیز رکھوں گا۔ بنی نوع انسان کو ہمیشہ فائدہ پہنچانے کی کوشش کروں گا جتنی میری صلاحیتیں ہیں، میری طاقت ہے۔ پھر یہ بھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو بیعت کا اقرار کیا ہے اس کو مرتے دم تک قائم رکھوں گا اور آپؑ کی ہر معروف بات کی پیروی کروں گا یعنی جو بھی شریعت کے مطابق آپ حکم دے رہے ہیں اور شریعت کے بغیر تو آپؑ حکم دے بھی نہیں سکتے ان کی ہمیشہ پابندی کروں گا کیونکہ آپؑ تو آئے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو پھیلانے کے لیے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایسا تعلق رکھوں گا جو کسی دنیاوی رشتے میں نہیں پایا جاتا۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 563-564)

پس یہ خلاصہ ہے ان شرائطِ بیعت کا جو میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ اور اس پر بہت سارے مخلصین نے بیعت کی اور آج تک ہم انہی شرائط پر بیعت کر رہے ہیں اور جو میں نے بیان کیا اس کو ہمیں سوچنا چاہیے کہ کیا ہم ان سب باتوں پر عمل کر رہے ہیں؟

یہ یاددہانی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں مخلصین کی ایک بہت بڑی تعداد ہے جو اس پر عمل بھی کرتی ہے اور پھر جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتی ہے۔ اور اس بات پر تیار رہتی ہے کہ ہم دین کی عظمت کو قائم کریں اور اسلام کا پیغام دنیا میں پہنچانے کی حتی المقدور کوشش کریں اور جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں فرمایا اسی طرح ہم تبلیغ اسلام سرانجام دینے کی کوشش کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کو اپنی انتہا تک پہنچائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کا حال جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں تھا اس کا نقشہ آپؑ کے ایک اقتباس میں یوں ملتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں: ”میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے۔“ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ”(ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی تاثیرِ قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لیے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرارِ افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے۔“ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضے کے بغیر کسی قسم کا، کسی نیکی کا دعویٰ کرتا ہے ”وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اِس کو دی گئی ہے۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 118-119)

اور اس طرح آپ نے بے شمار جگہوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں بیان فرمایا ہے۔

اسی طرح ایک جگہ آپؑ نے فرمایا ’’وہ انسان جس نے اپنی ذات سے، اپنی صفات سے، اپنے افعال سے، اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً وعملاً وصدقاً وثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا......وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہوگیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔‘‘

(اتمام الحجۃ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

پس یہ وہ باتیں تھیں، یہ وہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے پھر آپ کو اس کام کے لیے مبعوث فرمایا کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لیے اب آپ ہی ہیں جو اپنا کردار ادا کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو فرمایا کہ اب اس عشق ومحبت کی وجہ سے مَیں تمہیں یہ مقام بھی دیتا ہوں کہ تم مسیح موعود اور مہدی معہود ہو۔ اور اس کا اعلان کر دو۔ اور اس آخری زمانے میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا جو وعدہ تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں پورا کرتا ہوں اور تمہارے سپرد یہ کام کرتا ہوں۔ پس یہ کام تھے جن کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے اور آپؑ نے پھر ان کا حق بھی خوب ادا کیا۔ آپؑ نے جماعت کو نصیحت کی اور فرمایا کہ جب تم نے میری بیعت کر لی ہے تو پھر یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ مسیح موعودؑ کے ساتھ صحابہ جیسے لوگ ہوں گے۔ پس جب یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تو پھر جو میری بیعت میں آئے ہیں، جنہوں نے یہ عہد کیا ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام روشن کریں گے اور اسلام کا نام روشن کریں گے اور اسلام کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں گے تو پھر انہیں صحابہ کا وہ رنگ بھی اختیار کرنا ہوگا۔ آپؑ اس کی تفصیل میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’ہمارے ہادی اکملؐ کے صحابہؓ نے اپنے خدا اور رسول کے لیے کیا کیا جانثاریاں کیں۔ جلا وطن ہوئے۔ ظلم اٹھائے۔ طرح طرح کے مصائب برداشت کیے۔ جانیں دیں لیکن صدق ووفا کے ساتھ قدم مارتے ہی گئے۔ پس وہ کیا بات تھی کہ جس نے انہیں ایسا جانثار بنا دیا؟ وہ سچی الٰہی محبت کا جوش تھا جس کی شعاع ان کے دل میں پڑ چکی تھی اس لیے خواہ کسی نبی کے ساتھ مقابلہ کر لیا جاوے آپؐ کی تعلیم، تزکیہ نفس، اپنے پیروؤں کو دنیا سے متنفر کرا دینا، شجاعت کے ساتھ صداقت کے لیے خون بہا دینا اس کی نظیر کہیں نہ مل سکے گی۔‘‘

یہ ایسا وفا کا ایک جذبہ تھا جو انہوں نے دکھایا کہ ہمیں اس کی مثال کوئی نہیں ملتی۔ آپؑ فرماتے ہیں ’’یہ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کا ہے اور ان میں جو باہمی الفت اور محبت تھی اس کا نقشہ‘‘ قرآن کریم نے ’’دو فقروں میں بیان فرمایا ہے۔ وَ اَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِہِمۡ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَیۡنَ قُلُوۡبِہِمۡ ’’وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیۡنَہُمۡ (الانفال: 64)

’’یعنی جو تالیف ان میں ہے وہ ہرگز پیدا نہ ہوتی، خواہ سونے کا پہاڑ بھی دیا جاتا۔‘‘ یہ محبت اور پیار جو اللہ تعالیٰ نے ان میں پیدا کیا اگر تم بے شمار مال بھی خرچ کر دیتے تو وہ محبت اور پیار پیدا نہ کر سکتے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا محبت اور پیار ہے اس لیے کہ ان میں اخلاص تھا۔ وفا تھی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی خاطر اپنی جان نثار کرنے پر تیار تھے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ

’’اب ایک اَور جماعت مسیح موعودؑ کی ہے جس نے اپنے اندر صحابہؓ کا رنگ پیدا کرنا ہے۔‘‘

پس یہ نمونہ آپؑ نے ہمارے سامنے قائم فرمایا اور اس نمونے پر چلتے ہوئے مسیح موعود کی اگر بیعت کی ہے تو پھر مسیح موعود نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو پورا کرنے کے لیے آنا تھا اس لیے آپؑ نے فرمایا کہ یہ جماعت جو ہے اس نے صحابہ کا رنگ پیدا کرنا ہے۔ ’’صحابہؓ کی تو وہ پاک جماعت تھی جس کی تعریف میں قرآن شریف بھرا پڑا ہے۔‘‘ آپؑ فرماتے ہیں ’’کیا آپ لوگ ایسے ہیں؟‘‘ پوچھ رہے ہیں ہم سے۔ کیا ہم ایسے ہیں۔ فرمایا کہ ’’جب خدا کہتا ہے کہ حضرت مسیح کے ساتھ وہ لوگ ہوں گے جو صحابہؓ کے دوش بدوش ہوں گے۔ صحابہؓ تو وہ تھے جنہوں نے اپنا مال، اپنا وطن راہ حق میں دے دیا اور سب کچھ چھوڑ دیا۔‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا معاملہ اکثر سنا ہوگا ایک دفعہ جب راہ خدا میں مال دینے کا حکم ہوا تو گھر کا کُل اثاثہ لے آئے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ گھر میں کیا چھوڑ آئے تو فرمایا کہ خدا اور رسول کو گھر میں چھوڑ آیا ہوں۔‘‘ پس یہ وہ جذبہ تھا جو ان لوگوں نے دکھایا۔ جس کا ایک نمونہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں ملتا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’...... یہ سمجھ لو کہ وہ لوگ تو خدا کی راہ میں شہید ہو گئے۔ ان کے لیے تو یہی لکھا ہے۔‘‘ چاہے عملاً شہید ہوئے یا نہیں۔ خون بہایا ہے یا نہیں لیکن جو قربانیاں ہیں وہی شہادت کا رتبہ دینے والی ہیں۔ یہی لکھا ہے ’’کہ سیفوں (تلواروں) کے نیچے بہشت ہے‘‘ وہ تیار تھے ہر وقت تلواروں کے نیچے۔ ’’لیکن ہمارے لیے تو اتنی سختی نہیں کیونکہ یَضَعُ الۡحَرۡبُ ہمارے لیے آیا ہے یعنی مہدی کے وقت لڑائی نہیں ہوگی۔‘‘ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 42-43 ایڈیشن 1984ء) جنگیں نہیں ہوں گی۔

پس ہمارے لیے تو اللہ تعالیٰ نے قربانی کا جو تھوڑا بہت موقع دیا ہے اس سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیے اور اس کے لیے اپنی جان، مال، وقت قربان کرنے کا جو عہد ہے اس کو پورا کرنا چاہیے اور عہدِ بیعت میں جو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سب سے زیادہ محبت کروں گا کا اظہار کیا ہے کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے ہیں تو پھر ہمیں اس پر عمل کا اظہار بھی کرنا ہوگا۔

پھر آپ نے جماعت کو بہت ساری نصائح فرمائی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اگر میری بیعت کی ہے تو پھر بیعت کا حق ادا کرنے کے لیے مجھے یہ چاہیے۔ اگر بیعت کا حق ادا کرنا ہے تو پھر مجھے یہ چاہیے۔ کیا چاہیے؟ فرمایا: قرآن کریم پڑھو مگر قصے کے طور پر نہیں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد سوم صفحہ 155۔ ایڈیشن 1984ء)

بیعت کا اگر حق ادا کرنا ہے تو پھر پہلی شرط یہی ہے کہ قرآن کریم پڑھو مگر قصے کے طور پر نہیں، کہانیوں کے طور پر نہیں۔ ان کو سمجھ کر پڑھو۔ گذشتہ خطبہ میں میں نے قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ دلائی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان اور ارشادات بھی بیان کیے تھے۔ ان کی تفصیل میں ایک جگہ لوگوں کا نقشہ کھینچتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ دیکھو کہ لوگ کیسی قرآن خوانی خوش الحانی سے اور عمدہ قراءت سے پڑھتے ہیں لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں گزرتا۔ بڑی اچھی قراءت ہے لیکن یہ جو سمجھ آنے والی بات ہے وہ ان کو نہیں آتی۔ پڑھ لیا بڑا اچھا کیا لیکن معنی کوئی نہیں پتا۔ مطلب نہیں پتا۔ ہاں گلے سے آوازیں ضرور اچھی نکال لیتے ہیں۔ اس لیے فرمایا کہ قرآن کریم جس کا دوسرا نام ذکر ہے اس ابتدائی زمانہ میں انسان کے اندر چھپی ہوئی اور فراموش ہوئی ہوئی صداقتوں اور ودیعتوں کو یاد دلانے کے لیے آیا ہے۔ صداقتوں کو یاد دلانے کے لیے قرآن شریف آیا ہے ہر زمانے میں۔ اس زمانے میں بھی اور اس زمانے میں بھی۔ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ واثقہ کی رو سے اس زمانے میں بھی آسمان سے ایک معلم آیا ہے کہ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ معلم آیا ہے اور خود اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ اور جو اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ۔ کا مصداق اور موعود ہے۔ وہ وہی ہے جو تمہارے درمیان بول رہا ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ میں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی طرف عود کر کے کہتا ہوں کہ آپؐ نے اس زمانے ہی کی بابت خبر دی تھی کہ لوگ قرآن کو پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اب ہمارے مخالف، فرمایا ہمارے مخالف، نہیں نہیں، اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی قدر نہ کرنے والے، صرف ہمارے مخالف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی قدر نہ کرنے والے بلکہ وہ لوگ جو بالکل ہی اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا انکار کر رہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر دھیان نہ دینے والے ہیں یہ لوگ دعوے کرتے ہیں کہ ہمیں قرآن آتا ہے لیکن عمل کوئی نہیں۔ فرمایا افسوس تو یہ ہے کہ اگر کوئی ناصح مشفق بن کر سمجھانا چاہے تو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اگر کوئی نصیحت کرنے والا، ان سے شفقت کرنے والا، ان کا خیال رکھنے والا سمجھانا چاہے تو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ آپؑ نے فرمایا کہ بیشک کوشش اگر نہیں کرنی تو نہ کریں مگر اتنا تو کریں کہ اس کی بات ہی ذرا سن لیں۔ مخالفت ہی بلاوجہ نہ کرتے چلے جائیں۔ آپؑ فرماتے ہیں لیکن کیوں سنیں۔ یہ تو مجبوری ہے ان کی کہ وہ سن بھی نہیں سکتے کیونکہ گوش شنوا بھی تو رکھیں۔ سننے کی طاقت بھی تو ہو، ان کے کان بھی تو ہوں سننے والے تبھی سن سکتے ہیں۔ صبر اور حسنِ ظن سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ تو یہی فرماتا ہے کہ صبر اور حسنِ ظن سے کام لو لیکن یہ تو اس سے کام لینا ہی نہیں چاہتے۔ یہ تو صرف مخالفت کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر خدا تعالیٰ فضل کے ساتھ زمین کی طرف توجہ نہ کرتا تو اسلام بھی اس زمانے میں مثل دوسرے مذہبوں کے مردہ اور ایک قصہ کہانی سمجھا جاتا۔ فرمایا کہ کوئی مردہ مذہب کسی دوسرے کو زندگی نہیں دے سکتا لیکن اسلام اس وقت زندگی دینے کو تیار ہے لیکن چونکہ یہ سنت اللہ ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی کام بغیر اسباب کے نہیں کرتا ہاں یہ امر جدا ہے کہ وہ اسباب ہم کو دکھائی دیں یا نہ دیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ ذریعہ استعمال کرتا ہے چاہے وہ نظر آئیں یا نہ آئیں لیکن اس میں کوئی کلام نہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ اسباب ضرور ہوتے ہیں۔ اسی طرح آسمان سے انوار اترتے ہیں جو زمین پر پہنچ کر اسباب کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آسمان سے جو نور اتارتا ہے وہ مختلف شکلوں میں مختلف ذریعے بن جاتے ہیں، اس کام کے کرنے کا سبب بن جاتے ہیں۔ فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کو تاریکی اور گمراہی میں مبتلا پایا اور ہر طرف سے ضلالت اور ظلمت کی گھنگھور گھٹا دنیا پر چھا گئی تو اس وقت اس تاریکی کو دور کرنے اور ضلالت کو ہدایت اور سعادت میں تبدیل کرنے کے لیے ایک سراج منیر فاران کی چوٹیوں پر چمکا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ تو فرمایا کہ میں تو اس زمانے میں اس لیے آیا ہوں کہ وہ نور جو چمکا تھا اس نور کو ایک زمانے کے گزرنے اور علماء کے عمل نے، لوگوں کے عمل نے، مسلمانوں کے عمل نے ماند کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ ماند تو کبھی نہیں ہوا ہاں نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ دنیا کو بتاؤں کہ یہ نور تو ابھی چمک رہا ہے اس کو کس طرح دیکھنا ہے وہ تم دیکھو، میری آنکھ سے دیکھو۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کا ذریعہ بنایا ہے آپ نے فرمایا اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں چاہے تو مجھے قبول کرو چاہے نہ کرو۔ یہ تمہاری مرضی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور مجھے اس پر کامل یقین ہے اور میرے ماننے والوں کو بھی اس پر کامل یقین ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اس زمانے میں بھیجا ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 97-98 ایڈیشن 1984ء)

آپؑ نے فرمایا اسلام کی مخالفت کے دور میں ’’خدا تعالیٰ کی طرف سے جو سلسلہ قائم کیا جائے گا وہ مسیح موعود ہی کا سلسلہ ہوگا۔‘‘ ان کا توڑ کرنے کے لیے اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لیے جو سلسلہ قائم ہوگا وہ مسیح موعود کا سلسلہ ہوگا ’’اور اسی لیے احادیث میں مسیح موعود کا نام خدا تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کاسر الصلیب رکھا ہے کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ ہر ایک مجدد فتن موجودہ کی اصلاح کے لیے آتا ہے۔ اب اس وقت خدا کے لیے سوچو تو کیا معلوم نہ ہوگا کہ صلیبی نجات کی تائید میں قلم اور زبان سے وہ کام لیا گیا ہے کہ اگر صفحات عالم کو ٹٹولا جائے تو باطل پرستی کی تائید میں یہ سرگرمی اَور زمانہ میں ثابت نہ ہوگی۔‘‘ کسی دوسرے زمانے میں ثابت نہیں ہوتی۔ ’’اور

جبکہ صلیبی فتنہ کے حامیوں کی تحریریں اپنے انتہائی نقطہ پر پہنچ چکی ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 205-206 ایڈیشن 1984ء)

ہر طرف عیسائیت کا زور ہے، اُس زمانے میں بہت زیادہ تھا جیسا کہ پہلے بھی میں نے بیان کیا ہے کہ عیسائیت کی تبلیغ دنیا میں ہر جگہ پھیل رہی تھی اور مسلمان بھی عیسائیوں کی گود میں جا رہے تھے۔ پہلے کبھی اتنی شدت سے اس طرح یہ تبلیغ نہیں ہوئی تھی جس طرح اس وقت ہو رہی تھی۔ تو اس کے ردّ کے لیے مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’توحید حقیقی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عفت، عزت اور حقانیت اور کتاب اللہ کے منجانب اللہ ہونے پر ظلم اور زور کی راہ سے حملے کیے گئے ہیں تو کیا خدا تعالیٰ کی غیرت کا تقاضا نہیں ہونا چاہیے کہ اس کاسر الصلیب کو نازل کرے؟‘‘ اب گو تقاضا تو یہی تھا کہ اس زمانے میں جو حالت تھی اللہ کے وعدہ کے مطابق کاسر صلیب نازل ہونا چاہیے تھا۔ اس زمانے میں آجکل جس میں سے ہم گزر رہے ہیں گو عیسائیت کا وہ زور نہیں رہا لیکن یہ حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عفت اور عزت اور حقانیت پر حملے بہرحال کیے جا رہے ہیں اور قرآن کریم پر حملے بھی کیے جاتے ہیں اور آجکل ہر جگہ مختلف قسم کے لوگ جو ہیں نازیبا حرکات بھی کرتے ہیں۔ دریدہ دہنی بھی کرتے ہیں چاہے وہ دہریہ ہیں، لامذہب ہیں، اسلام کے مخالف ہیں چاہے وہ کسی مذہب سے تعلق رکھنے والے ہیں اس میں سارے پیش پیش ہیں۔ اور آج بھی یہ مسیح موعود کی جماعت کا ہی کام ہے کہ ان لوگوں کا سر کچلیں۔ ان کو مدلل جواب دیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عفت اور حقانیت کو دنیا پر ظاہر کریں اور قرآن کریم کی حفاظت کا بھرپور کردار ادا کریں۔ آپؑ فرماتے ہیں ’’کیا خدا تعالیٰ اپنے وعدہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ کو بھول گیا؟ یقیناً یاد رکھو کہ خدا کے وعدے سچے ہیں۔‘‘ اللہ نے وعدہ فرمایا کہ میں نے قرآن کریم اتارا اور میں اس کی حفاظت کروں گا۔ اللہ تعالیٰ وعدے کا سچا ہے۔ ’’اس نے اپنے وعدہ کے موافق دنیا میں ایک نذیر بھیجا ہے۔ دنیا نے اس کو قبول نہ کیا مگر خدا تعالیٰ اس کو ضرور قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کرے گا۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہوں چاہو تو قبول کرو چاہو تو رد کرو مگر تمہارے رد کرنے سے کچھ نہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے پہلے سے براہین میں فرما دیا ہے صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ وَکَانَ وَعۡدًا مَّفۡعُوۡلًا۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 206 ایڈیشن 1984ء) کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے کہا تھا وہ سچ کہا تھا اور یہ وعدہ پورا ہونا ہی تھا۔

پس یہ لازمی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت دنیا میں پھیلے گی۔ پھیلنی تھی اور پھیلے گی کیونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کے لیے آئے ہیں جو آخری دین ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اور اس نے دنیا میں پھیلنا ہے چاہے اپنے مخالفت کریں یا غیر مخالفت کریں۔ ان کی مخالفت آخر کار ناکام و نامراد ہو جائے گی۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ تم کہتے ہو کہ کیوں آیا ہے؟ بہت سارے مسلمان اعتراض کرتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ تم خود ہی بتاؤ کہ مسلمانوں کے جو اعمال تھے وہ اس کا تقاضا نہیں کرتے کہ کوئی مصلح ہونا چاہیے۔ مولوی بڑا شور مچاتے ہیں کہ کیوں آیا؟ اپنے اعمال تو دیکھو۔ اعمال تمہارے خود ہی تقاضا کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس کی تفصیل میں ایک جگہ آپؑ نے فرمایا کہ ’’اگر مسلمان کہلانے والوں کے اعمال اعمال صالحہ ہیں تو پھر ان کے پاک نتائج کیوں پیدا نہیں ہوتے۔‘‘ آپ نے فرمایا کہ ’’یہ لوگ سمجھتے نہیں‘‘ اور کہتے ہیں ’’کہ ہم میں کون سی بات اسلام کے خلاف ہے۔ ہم لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور روزے کے دنوں میں روزے بھی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں مگر‘‘ آپ نے فرمایا کہ ’’میں کہتا ہوں کہ ان کے تمام اعمال، اعمال صالحہ کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ محض ایک پوست کی طرح ہیں۔‘‘ ایک shell ہے ’’جن میں مغز نہیں ہے۔ ورنہ اگر یہ اعمال صالحہ ہیں تو پھر ان کے پاک نتائج کیوں پیدا نہیں ہوتے؟‘‘

اللہ تعالیٰ کا تو وعدہ ہے کہ میں صالح اعمال کے نتائج پیدا کرتا ہوں تو یہ کیوں نہیں ہو رہا؟ کیا مسلمانوں کی حالت جو ناگفتہ بہ حالت ہے اس زمانے میں یہ ظاہر نہیں کرتی، یہ بتاتی نہیں کہ کچھ نہ کچھ کمزوریاں ہیں، کچھ نہ کچھ کمیاں ہیں، کوئی نہ کوئی سقم ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے نہیں ہو رہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’اعمال صالحہ تو تب ہو سکتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے فساد اور ملاوٹ سے پاک ہوں لیکن ان میں یہ باتیں کہاں ہیں؟‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 343 ایڈیشن 1984ء)

دعوے تو کر رہے ہیں کہ ہم نمازیں پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں لیکن یہ تقویٰ تو کوئی نہیں۔ خود ہی اپنا جائزہ لے لیں تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ باتیں ان میں موجود ہیں برائیاں ان میں موجود ہیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ

حالاتِ زمانہ کسی مصلح کو چاہتے ہیں اور خود آجکل ان کا یہ نعرہ بھی ہے۔ یہ نعرہ بعض لوگوں کی طرف سے آجکل بھی لگاتے ہیں کہ کوئی مصلح ہونا چاہیے۔ جو مسلمانوں کا حال ہے ان کی اصلاح کے لیے کوئی آنا چاہیے لیکن جس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اس کو ماننا نہیں چاہتے۔ چنانچہ آپؑ نے ایک جگہ فرمایا کہ یہ عیسائی جس طرح حملے کر رہے ہیں یا غیر مذاہب والے حملے کر رہے ہیں یا دہریہ حملے کر رہے ہیں اور مسلمان خود ان کے حملوں کی زد میں آ رہے ہیں، خود دین سے ہٹ رہے ہیں یہ اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ کوئی مصلح ہو جو ان کو صحیح راستے پر چلائے اور وہ مصلح اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں مجھے بنا کر بھیجا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ مسلمانوں کو تو چاہیے تھا کہ ایسے حالات میں کوئی دلیل بھی اگر ہمارے پاس نہیں ہوتی تب بھی دیوانہ وار تلاش کرتے کہ مسیح اب تک کیوں نہیں آیا۔ کوئی دلیل بھی اگر میں نہ دیتا تب بھی ان کو خود تلاش کرنا چاہیے تھا زمانے کی حالت دیکھ کے۔ ان کو یہ نہ چاہیے تھا کہ اپنے جھگڑوں کے لیے بلاتے کیونکہ اس کا کام کسر صلیب ہے۔ مسیح نے جب آنا تھا تو اس نے عیسائیت کا ردّ کرنا تھا۔ اس نے دہریوں کا ردّ کرنا تھا۔ اس نے لامذہبوں کا ردّ کرنا تھا اور اسی کی زمانے کو ضرورت ہے۔ اُس وقت بھی جب آپ نے دعویٰ کیا اور آج بھی یہی ضرورت ہے۔ اس لیے آپؑ نے فرمایا کہ آنے والے کا نام مسیح موعود رکھا گیا ہے۔ اگر ملانوں کو بنی نوع انسان کی بھلائی اور بہبودی منظور ہوتی تو ہرگز ایسا نہ کرتے جیسا ہم سے کر رہے ہیں۔ ان کو سوچنا چاہیے تھا کہ انہوں نے ہمارے خلاف فتویٰ لکھ کر کیا بنا لیا ہے۔ جسے خدا نے کہا ہو کہ ہو جائے اسے کون کہہ سکتا ہے کہ نہ ہو۔ یہ لوگ جو ہمارے مخالف ہیں یہ بھی ہمارے نوکر چاکر ہیں کسی نہ کسی رنگ میں ہماری بات مشرق و مغرب تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہ مخالفت جو ہے اس سے بھی پیغام پہنچ رہا ہے اور ہمارا بہت بڑا ذریعہ تبلیغ کا ان کی مخالفت ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 397-398 ایڈیشن 1984ء)

پس چاہے یہ لوگ جتنا مرضی زور لگا لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو ختم کرنا ہے لیکن جو زور یہ لگاتے ہیں وہی پھیلنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

ایک جگہ آپؑ نے فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ مادرِ مہربان سے بھی بڑھ کر مہربان ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس کی مخلوق ضائع ہو۔ وہ ہدایت اور روشنی کی راہیں تم پر کھولتا ہے مگر تم ان پر قدم مارنے کے لیے عقل اور تزکیہ نفوس سے کام لو جیسے زمین کہ جب تک ہل چلا کر تیار نہیں کی جاتی تو تخم ریزی اس میں نہیں ہوتی۔ اسی طرح جب تک مجاہدہ اور ریاضت سے تزکیہ نفوس نہیں ہوتا پاک عقل آسمان سے اتر نہیں سکتی۔

اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا اور اپنے دین اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں غیرت کھا کر ایک انسان کو جو تم میں بول رہا ہے بھیجا تا کہ وہ اس روشنی کی طرف لوگوں کو بلائے۔ اگر زمانہ میں ایسا فساد اور فتنہ نہ ہوتا اور دین کے محو کرنے کے لیے جس قسم کی کوششیں ہو رہی ہیں نہ ہوتیں تو چنداں حرج نہ تھا۔ لیکن اب تم دیکھتے ہو کہ ہر طرف یمین و یسار‘‘ دائیں بائیں سے ’’اسلام ہی کو معدوم کرنے کی فکر میں جملہ اقوام لگی ہوئی ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 72-73- ایڈیشن 1984ء)

اور آجکل تو اور بھی زیادہ زور سے لگی ہوئی ہیں۔

اگر اسلام کی مخالفت نہ ہوتی تو پھر مسیح موعود کو آنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن یہ تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج سے ایک سو چھتیس سال پہلے جب آپ نے دعویٰ کیا اس وقت سے لے کر آج تک اس میں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔

آپؑ نے ایک جگہ فرمایا کہ مجھے تم لوگ کہتے ہو یعنی مخالفین کہتے ہیں کہ دکانداری بنائی ہوئی ہے۔ میری کوئی دکانداری نہیں۔ مسیح موعود کا کام تو دین کا پھیلانا ہے اور دینی کاروبار ہے۔ ہاں اگر کوئی کاروبار کا نام دینا ہی ہے تو یہ کاروبار دین کا کاروبار ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر تم میرے سے حقیقت پوچھتے ہو تو پھر سمجھ لو کہ ہم دنیاداری کے لحاظ سے مثل مردہ کے ہیں۔ ہماری مثال تو مردہ جیسی ہے دنیاوی کاروبار کے لحاظ سے۔ ہم تو محض دین کے ہیں۔ ہمارا سب کارخانہ دینی ہے۔ جیسا کہ اسلام میں ہمیشہ بزرگوں اور اماموں کا ہوتا ہے اور ہمارا کوئی نیا طریق نہیں بلکہ لوگوں کو اس اعتقادی طریق سے جو کہ ہر طرح سے ان کے لیے خطرناک ہے دور کرنا چاہتے ہیں۔ ان اعتقادات کو دُور کرنا چاہتے ہیں جو خطرناک ہیں۔ ان کے دلوں سے نکالنا چاہتے ہیں۔ اس لیے ہمارا اصل منشاء اور مقصود یہی ہے کیونکہ بعض غلط قسم کی بدعات راہ پا گئی ہیں۔ بعض غلط اعتقادات اسلام میں پیدا ہو گئے ہیں۔ ہم نے ان سے دنیا کو، مسلمانوں کو بچانا ہے اور حقیقی دین جو قرآن کریم کی تعلیم ہے اس کو ہم نے رائج کرنا ہے اور یہی میرا مقصد ہے آنے کا اور اسی طرح میں نے دوسرے مذاہب جو جھوٹے مذہب ہیں ان کی حقیقت کو کھولنا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: میں نے دوسرے جھوٹے مذاہب کی حقیقت کو بھی کھولنا ہے۔ یہی میرا مقصد ہے۔ اسلامی نور کو دکھانا میرا مقصد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رتبے اور مقام کو دنیا میں قائم کرنا میرا مقصد ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ 167، ایڈیشن 1984ء) (ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 310 ایڈیشن 1984ء)

آپؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں ایک جگہ فرمایا کہ ’’یاد رکھو کہ کتاب مجید کے بھیجنے‘‘ یعنی قرآن کریم کے بھیجنے ’’اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ تا دنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھاوے۔‘‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھائے۔ ’’جیسے فرمایا۔ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ اور ایسا ہی قرآن مجید کے بھیجنے کی غرض بتائی کہ ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہیں کہ ان کی نظیر نہیں پائی جا سکتی۔ اسی لئے‘‘ آپؑ نے فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ جیسے تمام کمالات متفرقہ جو انبیاءؑ میں تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع کر دیے اسی طرح تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے وہ قرآن شریف میں جمع کر دیے اور ایسا ہی جس قدر کمالات تمام امتوں میں تھے وہ اس امت میں جمع کر دیے۔ پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم ان کمالات کو پا لیں اور یہ بات بھی بھولنی نہیں چاہیے کہ جیسے وہ عظیم الشان کمالات ہم کو دینا چاہتا ہے اسی کے موافق اس نے ہمیں قویٰ بھی عطا کیے ہیں کیونکہ اگر اس کے موافق قویٰ نہ دیے جاتے تو پھر ہم ان کمالات کو کسی صورت اور حالت میں پا ہی نہیں سکتے تھے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 340-341 ایڈیشن 1984ء)

پس جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں قویٰ دیے اور تعلیم دی اور یہ مقصد بیان کر دیا تو پھر اب ہمارا کام ہے کہ ان کو

پانے کے لیے ہر ممکن کوشش کریں اور یہی آپ نے فرمایا کہ اس دنیا میں آنے کا میرا مقصد ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے۔ اسی کی طرف تعلیم دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ پس ان باتوں پر غور کرو اور دیکھو کہ ہم کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کو دنیا میں پھیلا سکتے ہیں بجائے اس کے کہ میری مخالفت کی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کامل نبی ہیں۔ ’’ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المؤمنینؐ، خاتم العارفینؐ اور خاتم النبیینؐ ہے اور اسی طرح پر وہ کتاب اس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں اور آپؐ پر نبوت ختم ہوگئی تو یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپؐ پر کمالات نبوت ختم ہو گئے یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدمؑ سے لے کر مسیح ابن مریمؑ تک نبیوں کو دیے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دیے گئے اور اس طرح پر طبعاً آپؐ خاتم النبیین ٹھہرے اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات، وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں وہ قرآن شریف پر آ کر ختم ہو گئے اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھہرا۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 341-342 ایڈیشن 1984ء)

پس آپؑ فرماتے ہیں:

’’اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوت یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے، سمجھتے ہی نہیں ہیں۔

انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بےخبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 341-342۔ایڈیشن 1984ء)

پس یہ ہے آپؑ کی تعلیم یہ ہے آپ کا مقام اور یہ ہے آپ کا مقصد جس کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے اور جس کی خاطر آپ نے جماعت کا قیام کیا اور جس کے لیے آپ نے جماعت کو حکم دیا کہ تم لوگ قربانیاں کرو اور اس پیغام کو دنیا میں پہنچاؤ اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو ساری دنیا میں پھیلاؤ اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھو جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کو دنیا میں قائم نہ کر لو۔ خدائے واحد کی حکومت کو دنیا میں قائم نہ کر دو اور یہی مسیح موعود کے آنے کا مقصد تھا اور یہی اس دین کی اہمیت ہے۔ اگر ہم اس دین کی اہمیت سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو بیعت کا حق ادا کرنے والا سمجھتے ہیں تو پھر ہمیں بھی ان باتوں کو سوچنا ہوگا اور جب ہم یہ کام کریں گے تو ہم اس مقصد کو پانے والے ہوں گے جو ہماری زندگی کا مقصد ہے اور اس مقصد کے حاصل کرنے والے ہوں گے جو ہماری بیعت کا مقصد ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب کو حاصل کرنے والے ہوں گے۔

رمضان کے دنوں میں دعاؤں کے ذریعہ سے بھی اور اپنے علم کو بڑھانے کے ذریعہ سے بھی، قرآن کریم کا علم سیکھنے کے ذریعہ سے بھی اور عملی طور پر پیغام پہنچانے کے ذریعہ سے بھی اس کام میں ہمیں جُت جانا چاہیے تا کہ ہم جلد سے جلد دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہرانے والے بن سکیں اور دنیا کو خدائے واحد کے حضور جھکانے والے بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں مَیں پاکستان کے احمدیوں کے لیے بھی دعا کے لیے درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے حالات میں آسانیاں پیدا فرمائے۔ آجکل مخالفین پورا زور لگا رہے ہیں۔ ہر طرح تکلیفیں پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کبھی مسجد کے مناروں کے نام پہ، کبھی محرابوں کے نام پہ، کبھی نماز پڑھنے کی وجہ سے جو بھی بہانہ حیلہ ان کو ملتا ہے اس سے ان کا مقصد یہی ہے کہ احمدیوں کو نقصان پہنچایا جائے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی حفاظت کرے۔

طور پر مسلمان امت کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی عقل اور سمجھ دے اور ان کے حالات بہتر کرے ان پر رحم فرمائے۔

فلسطینی مسلمان جو ہیں ان پر دوبارہ ظلم کا ایک نیا دور شروع ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اس ظلم سے محفوظ رکھے۔ ان پر رحم فرمائے۔ (الفضل انٹرنیشنل ۱۱/اپریل ۲۰۲۵ء، صفحہ ۲ تا ۸)

☆......☆......☆

بقیہ آن لائن ملاقات از صفحہ نمبر 15

کی عمر فلاں سے فلاں تک اور معیار کبیر کی عمر بارہ سے پندرہ سال تک ہے، اس کے مطابق امتحان لے لیا کریں، وہ کون سا ایسا مسئلہ ہے۔ بچوں کو مشکل سوال نہ ڈالیں، بچوں کو بچوں والے آسان سوال دیں تا کہ ان کی encouragement ہو اور وہ پاس ہوں۔ بلکہ اچھی بات ہے کہ جب آپ subdivision کر کے دیں گے اور کوئی اچھے نمبر لے لے گا، اس کو انعام دے دیں گے تو وہ encourage ہوگا اور آئندہ شامل ہو گا۔ تو معیار بے شک وہی رہے، پیپر (paper) کی عمر اس سے پوچھ کے بتا سکتے ہیں کہ تمہاری عمر کیا ہے، اس حساب سے اس کو اتنا پیپر دے دیا۔ معیاروں کو تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ہے، عمروں کے گروپ تو آپ internal arrangement حساب سے کر سکتے ہیں۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جب تین بندے غار میں بند ہو گئے تو ان تینوں نے اپنی اپنی اچھی نیکیاں خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیں، اس میں سے ایک بندے نے یہ پیش کیا تھا کہ مَیں جب بھی گھر جاتا ہوں سب سے پہلے دودھ دوہ کر مَیں اپنے ماں باپ کے سامنے پیش کرتا ہوں، تو ایک دفعہ جب وہ لیٹ گھر پہنچا اس کے ماں باپ سو گئے تھے۔

موصوف کی اتنی بات پر حضور انور ایدہ اللہ نے بقیہ روایت مکمل فرمائی کہ ٹھیک ہے والدہ سو گئی تھی اور والدہ کے پاس گلاس لے کر وہ صبح تک کھڑا رہا اور اس کے بعد اس نے اس کو پیش کیا۔ اس نے یہ کہا تھا کہ مَیں نے تو اللہ کی خاطر کیا تھا، اگر مَیں نے تیری خاطر یہ کام کیا تھا تو تُو اس پتھر کو ہٹا دے۔ حضور انور نے موصوف سے دریافت فرمایا کہ آپ کا سوال کیا ہے؟

موصوف نے عرض کیا کہ میرا سوال یہ ہے کہ ہم اپنے ماں باپ اور بچوں کے حقوق کیسے سمجھ سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی نیکی گنوائی تھی کہ ہم نے تیری خاطر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف ان کے دل میں تھا اور اس خوف کی وجہ سے یا اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں تھی تو اس محبت کی وجہ سے انہوں نے یہ کام کیا۔ آپ بھی اللہ کا پیار اور رضا حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والے ہوں۔ اس لیے کہتے ہیں کہ ہر کام اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کرنا چاہیے۔ قرآن شریف میں اتنا حکم ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے سے اپنے حق ادا کریں، بچوں کے حق ادا کریں، تربیت کریں، ان کے لیے دعا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت ساری باتیں بتائیں۔

قرآن شریف کہتا ہے عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:۲۰) کہ ان سے اچھی طرح حسن سلوک کرو۔ بیویوں سے لڑائیاں نہ کیا کریں، ان سے حسن سلوک کیا کریں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔ حدیث میں آیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اللہ کی رضا کی خاطر اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ بھی ڈالتا ہے تو اس کو اس کا بھی ثواب ملے گا۔ صرف ذاتی پیار نہ ہو بلکہ اللہ کی رضا مطلوب ہو تو پھر سب کچھ حاصل ہوتا ہے۔ اگر آپ کا ہر کام اللہ کی رضا کے لیے ہو تو پھر ان کے حقوق ادا کریں۔ ماں باپ کی ذمہ داری ہے بچوں کو سنبھالنا اور ان کی تربیت کرنا۔ ان کے سامنے اپنا نیک نمونہ دینا۔ اب اگر قائد ہی چار نمازیں پڑھ رہا ہو اور مہتمم تین نمازیں پڑھ رہا ہو تو اس کے بعد بچوں کے سامنے کیا نمونہ پیش کرے گا کہ پانچ نمازیں پڑھو، پھر دعا کیا کرے گا؟

پہلی بنیادی چیز جو اللہ کا حق ادا کرنے کی ہے، اللہ کی خاطر وہی تو بنیادی عبادت ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ (الذّٰریٰت:۵۶) کہ اللہ نے انسانوں اور جنّوں کو عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ تو وہی عبادت جب ہمارے عہدیدار پوری طرح ادا نہیں کر رہے تو باقی حق اللہ کی خاطر کہاں سے ادا کرنے ہیں؟

اللہ کا حق ادا کریں اور بندوں کے حق ادا کریں، یہی دو مقصد ہیں جس کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے اور یہی مقصد ہے جس کو ہم نے خود بھی اختیار کرنا ہے اور آگے لوگوں کو پہنچانا بھی ہے۔ اسی کو لے کے ہم نے اپنے بچوں کی تربیت بھی کرنی ہے۔

ملاقات کے آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ چلو پھر۔ اللہ حافظ ہو۔ السلام علیکم۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 02 نومبر 2023ء)

130 واں جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ 26، 27، 28 دسمبر 2025ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 130 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2025ء کیلئے مورخہ 26، 27، 28 دسمبر (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

خطبہ جمعہ

اس رمضان میں جہاں ہم نے یہ عہد کیے ہیں کہ ہم عبادتوں کی طرف توجہ کریں گے اور اعلیٰ اخلاق کی طرف توجہ کریں گے، نیکیاں بجالانے کی طرف توجہ کریں گے، اللہ تعالیٰ کی توحید کو پھیلانے کی طرف توجہ کریں گے تو پھر اس کے لیے ہمیں کوشش بھی کرنی ہوگی
اور یہ کوشش صرف اس رمضان کے ختم ہونے کے ساتھ ختم نہیں ہونی چاہیے بلکہ سارا سال جاری رہنی چاہیے

خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ نصیحت فرمائی ہے، یہ ہدایت فرمائی ہے کہ تم نے مستقل میرے عابد بندے بننا ہے اور میری عبادتوں کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ کشتی نوح کو بار بار پڑھو۔
اس میں تمہارے لیے نصائح ہیں اور جب اس کو بار بار پڑھو گے اور نصائح پر عمل کرو گے اور پھر اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرو گے اور جو اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کے مطابق احکامات درج ہیں ان کو دیکھو گے تو پھر وہی تمہاری کامیاب زندگی ہے اور وہی چیز ہے جو تمہیں بیعت میں فائدہ دینے والی ہوگی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی تحدّی سے فرمایا کہ ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کی حمایت میں ہے اور دکھ اٹھانے سے ایمان قوی ہوجاتا ہے۔ صبر جیسی کوئی شے نہیں ہے

کیا صرف رمضان کے دنوں میں ہماری عبادتیں اللہ تعالیٰ کی خاطر تو نہیں ہو رہیں؟
کیا ہم مستقل اپنی زندگیوں میں ان عبادتوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہتے ہیں اور بنا رہے ہیں؟ اگر یہ نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں۔
اگر ہم یہ کر رہے ہیں اور پھر صبر سے اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی بھی ہیں اور دعائیں بھی کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ دشمنوں سے ہمیں نجات بھی دے گا۔
پھر تم دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان تکلیفوں سے کس طرح بچائے گا

ہماری جماعت کے لیے ضروری ہے کہ اس پُرآشوب زمانے میں جبکہ ہر طرف ضلالت اور غفلت اور گمراہی کی ہوا چل رہی ہے تقویٰ اختیار کریں۔......
نوجوان بھی، بڑی عمر کے بھی، عورتیں بھی، بچے بھی ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہیے

میرے ہاتھ پر توبہ کرنا ایک موت کو چاہتا ہے تا کہ تم نئی زندگی میں ایک اور پیدائش حاصل کرو
(حضرت مسیح موعودؑ)

رمضان المبارک کی مناسبت سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پُرمعارف ارشادات کی روشنی میں احباب جماعت کو زرّیں نصائح

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 28/مارچ 2025ء بمطابق 28/امان 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۬ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق دی کہ ہم اس رمضان میں سے گزرے اور آج اس رمضان کا آخری جمعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ ہم میں سے بہت سوں کو اس نے عبادتوں کی بھی توفیق دی اور روزے رکھنے کی بھی توفیق دی لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں اس طرف بھی توجہ دینی چاہیے کہ صرف رمضان کے روزے رکھنے سے یا عبادتیں کرنے سے رمضان میں ہمارا مقصد نہیں پورا ہو گیا بلکہ خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ نصیحت فرمائی ہے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ تم نے مستقل میرے عابد بندے بننا ہے اور میری عبادتوں کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ پس ان دنوں میں جن لوگوں کو یہ توفیق ملی کہ نمازوں کی طرف توجہ دیں، باجماعت نماز پڑھنے کی طرف توجہ دیں، نوافل پڑھنے کی طرف توجہ دیں، قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ دیں اور اس پر ان کو اللہ تعالیٰ نے عمل کی بھی توفیق دی۔ ان کا اب یہ فرض ہے کہ ان نیکیوں کو جاری رکھیں اور یہ نیکیاں جاری رکھیں گے تبھی ہم اس مقصد کو حاصل کرنے والے بن سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کی پیدائش کا مقصد بتایا ہے اور اس زمانے میں ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس عہد کی تجدید کی۔ پس اس پر عمل کرنے کے لیے ہمیں اپنی بھرپور کوشش اب جاری رکھنی چاہیے اور آج بھی اور رمضان کے باقی جو دو تین دن ہیں یا دو دن ہیں ان میں بھی یہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان کے فیض کی وجہ سے آئندہ بھی ان نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم رمضان کے بعد ان نیکیوں کو بھول نہ جائیں جن کو ہم اللہ تعالیٰ کے حکم سے بجالاتے رہے ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تو یہی فرمان ہے کہ ایک مومن تو وہی ہے جس کو ایک نماز سے دوسری نماز تک کی فکر ہوتی ہے۔ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کی فکر ہوتی ہے۔ ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک کی فکر ہوتی ہے یعنی وہ انتظار کرتا ہے تاکہ وہ آئیں اور میں پھر وہ عبادت بجالاؤں اور اس دوران اس عرصہ میں وہ نیکیاں بھی بجالاتا رہوں جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور اس دوران چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور گناہوں کا یہ عبادتیں کفارہ بن جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کفارہ بن جاتی ہیں۔

(صحیح مسلم کتاب الطھارۃ باب الصلوات الخمس......حدیث 233)

پس جس طرح رمضان اہم ہے اسی طرح ہر نماز اور ہر جمعہ اہم ہے۔ یہ نہیں کہ رمضان کا آخری جمعہ ہے تو بابرکت ہے۔ ہر جمعہ بابرکت ہے۔ اس زمانے میں جیسا کہ میں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا اور ہمیں ان کو ماننے کی توفیق ملی۔ آپؑ نے اپنی جماعت کو بے شمار نصائح فرمائیں کہ کس طرح تم حقیقی مسلمان بن سکتے ہو، کس طرح حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کے عبد بن سکتے ہو، کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے فرد بن سکتے ہو۔ پس ان باتوں کو ہمیں یاد رکھنا چاہیے۔ ایک موقع پر آپؑ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ مَیں نے بارہا اپنی جماعت کو کہا ہے کہ تم میری اس بیعت پر ہی بھروسہ نہ کرنا۔ اس کی حقیقت تک جب تک نہ پہنچو گے تب تک نجات نہیں۔ قشر پر صبر کرنے والا مغز سے محروم ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اگر مرید خود عامل نہیں تو عمل کرنے والا نہیں۔ اگر عامل نہیں، عمل کرنے والا نہیں مرید تو پیر کی بزرگی اسے کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ یہ کہہ دینا کہ میں فلاں پیر سے بیعت میں آ گیا ہوں۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہو گیا ہوں اب مجھے بہت کچھ مل گیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا نہیں یہ نہیں ہوسکتا۔ جب تک خود ہی ہم عمل کرنے والے نہیں ہوں گے اس وقت تک ہمیں یہ بیعت کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ آپؑ نے فرمایا اسی طرح اس کی مثال ہے کہ جیسے کوئی کسی ڈاکٹر کے پاس جائے اور وہ نسخہ دے اور وہ نسخہ لے کر رکھ لے تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ فائدہ تو اسی صورت میں ہوگا جب اس ڈاکٹر کے نسخے یا اس طبیب کے نسخے سے فائدہ اٹھائے، اس کا علاج کرے، ان دوائیوں کو استعمال کرے۔ اس لیے آپؑ نے فرمایا کہ مَیں نے ایک کتاب لکھی ہے کشتی نوح۔ اس کشتی نوح کو بار بار پڑھو۔ اس میں تمہارے لیے نصائح ہیں اور جب اس کو بار بار پڑھو گے اور نصائح پر عمل کرو گے اور پھر اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرو گے اور جو اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کے مطابق احکامات درج ہیں ان کو دیکھو گے تو پھر وہی تمہاری کامیاب زندگی ہے اور وہی چیز ہے جو تمہیں بیعت میں فائدہ دینے والی ہوگی۔

آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ وہ آدمی فلاح پا گیا جو پاک ہوگیا یعنی قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىهَا (الشّمس: 10) جس نے اپنے نفس کو پاک کیا وہ مقصد کو پا گیا۔ جب اس پر عمل کرو گے تو تبھی تمہیں فائدہ ہوگا۔ آپؑ نے مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ ہزاروں چور ہیں، زانی ہیں، بدکار ہیں، شرابی ہیں، بدمعاش ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہیں مگر کیا وہ درحقیقت ایسے ہیں؟ کیا وہ حق رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کہلا سکیں۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ امتی وہی ہے جو آپؐ کی تعلیمات پر پورا کاربند ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 232-233-ایڈیشن 1984ء)

اور اگر تعلیمات پر کاربند نہیں تو پھر وہ امتی نہیں کہلا سکتا۔ یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرنے والی بات ہے۔ پس ان باتوں کو ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم نے اپنے اعمال کو اس کے مطابق ڈھالنا ہے جو اسلامی تعلیم ہے، جو اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں، جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا ہے اور اس زمانے میں جن کی طرف ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ دلائی ہے۔ آپؑ نے ایک جگہ فرمایا کہ اس جماعت میں جو داخل ہوئے ہو تو اس کی تعلیم پر عمل کرو۔ فرمایا کہ جماعت میں داخل ہونے کے بعد تکلیفیں بھی پہنچتی ہیں۔ اگر تکلیفیں نہ پہنچیں تو پھر ثواب کیونکر ممکن ہے۔ فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں تیرہ برس تک دکھ اٹھائے اور تمہیں تو پتہ ہی نہیں کہ اس زمانے کی تکلیفیں کیا تھیں۔ پس ہمیشہ یاد رکھو کہ تکلیفیں تو پہنچتی ہیں لیکن جب مکہ میں صحابہؓ کو بھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ تکلیفیں پہنچ رہی تھیں تو اس وقت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کی تعلیم دی تھی اور اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آخر کار دشمن فنا ہوگیا۔ فرمایا کہ تم دیکھو گے کہ یہ جو شریر لوگ ہیں، جو تمہاری مخالفت کرتے ہیں یہ بھی اس وقت نظر نہیں آئیں گے۔ آجکل بھی یہی حالات ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارادہ کرلیا ہے کہ اس جماعت کو دنیا میں پھیلائے گا۔ فرمایا کہ یہ لوگ تمہیں تھوڑے دیکھ کر دکھ دیتے ہیں مگر جب جماعت کثیر ہوجائے گی تو یہ خود ہی چپ ہوجائیں گے۔ یہی دنیا میں اصول رہا ہے۔ یہی نبیوں کی جماعت کی تاریخ ہم نے دیکھی ہے۔ فرمایا کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو یہ لوگ دکھ نہ دیتے اور دکھ دینے والے پیدا نہ ہوتے مگر خدا تعالیٰ ان کے ذریعہ سے صبر کی تعلیم دینا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب طاقتوں کا مالک ہے وہ ان ظالموں کے ہاتھ روک سکتا ہے لیکن وہ ہمیں بھی آزمانا چاہتا ہے کہ ہم میں کتنا صبر ہے اور ہم کتنا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرتے ہیں۔ کیا صرف رمضان کے دنوں میں ہماری عبادتیں اللہ تعالیٰ کی خاطر تو نہیں ہو رہیں؟ کیا ہم مستقل اپنی زندگیوں میں ان عبادتوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہتے ہیں اور بنا رہے ہیں؟ اگر یہ نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں۔ اگر ہم یہ کر رہے ہیں اور پھر صبر سے اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی بھی ہیں اور دعائیں بھی کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ دشمنوں سے ہمیں نجات بھی دے گا۔ پھر تم دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان تکلیفوں سے کس طرح بچائے گا۔

فرمایا کہ صبر بھی ایک عبادت ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ صبر کرنے والوں کو وہ بدلے ملیں گے جن کا کوئی حساب نہیں۔ یعنی ان پر بے حساب انعام ہوں گے۔ یہ اجر صرف صابروں کے واسطے ہے۔ دوسری عبادت کے واسطے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ نہیں ہے۔ جب ایک شخص ایک جماعت میں زندگی بسر کرتا ہے تو جب اسے دکھ پر دکھ پہنچتا ہے تو آخر حمایت کرنے والے کو غیرت آتی ہے اور وہ دکھ دینے والے کو تباہ کر دیتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو پھر غیرت آئے گی جب ہم صبر کریں گے اور اس کے آگے جھکیں گے اور دعائیں کریں گے۔ لوگ بے صبری کا مظاہرہ بعض کر دیتے ہیں۔ ٹھیک ہے بعض جگہ پہ ہمیں پاکستان میں خاص طور پہ بہت تکلیفیں ہو رہی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم سے یہی امید رکھی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی ہمیں فرمایا ہے کہ صبر کرو۔ صرف یہ نہیں کہ ہم نے اس رمضان میں دعائیں کر لی ہیں بلکہ ہم ان دعاؤں کو اور ان نیک اعمال کو اپنی زندگیوں کا مستقل حصہ بنالیں گے تو تبھی ہمیں فائدہ بھی ہوگا۔ آپؑ نے بڑی تحدّی سے فرمایا کہ ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کی حمایت میں ہے اور دکھ اٹھانے سے ایمان قوی ہوجاتا ہے۔ صبر جیسی کوئی شے نہیں ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 235-ایڈیشن 1984ء)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ضرورت ہے کہ آج کل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے
علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 43، ایڈیشن 1988ء)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ اروَل (بہار)

پس یہ باتیں ہیں جو ہم یاد رکھیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ترقی کرتے چلے جائیں گے اور دشمن ہمارے کاموں میں کبھی کوئی روک نہیں پیدا کرسکتا، منصوبوں میں کبھی کوئی روک نہیں پیدا کرسکتا لیکن شرط وہی ہے کہ ہمارے اپنے نیک عمل ہوں اور ہم ہر چیز خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے کرنے والے ہوں۔

ایک جگہ آپؑ نے فرمایا اب تم رُو بدنیا نہ رہو بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوجاؤ۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 71-ایڈیشن 1984ء) اور جب تم خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوجاؤ گے تو پھر تم دیکھنا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آسانیاں پیدا فرماتا ہے۔ پھر آپؑ نے تقویٰ کے بارے میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تو تاریخ بتاتی ہے کہ اوائل میں جو سچا مسلمان ہوتا ہے اسے صبر کرنا پڑتا ہے۔ صحابہ پر بھی ایسا ہی زمانہ آیا کہ پتّے کھا کر گزارہ کیا۔ بعض اوقات روٹی کا ٹکڑا بھی میسر نہیں آتا تھا۔ فرمایا کہ کوئی انسان کسی کے ساتھ بھلائی نہیں کرسکتا جب تک خدا تعالیٰ بھلائی نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ بھلائی کرنا چاہے تو پھر ہی انسانوں کی طرف سے بھی بھلائیاں ہوتی ہیں۔ جب انسان تقویٰ اختیار کرتا ہے تو خدا تعالیٰ پھر اس کے واسطے دروازے کھول دیتا ہے۔ یہ تمہارا خیال ہے کہ لوگ تمہارے لیے بھلائی کریں گے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا ابھی یہ ارادہ نہیں ہے کہ بھلائی ہو تو تم لاکھ کوششیں کرلو لوگ بھلائی نہیں کرسکتے۔ نیکی پر چلنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا ضروری ہے اور جب اس کی رضا حاصل ہوگی اور جب ہم تقویٰ پر چلنے لگیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے دروازے بھی کھولے گا۔ ان شاء اللہ۔ اس لیے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان لاؤ۔ اس سے سب کچھ حاصل ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا۔ وَّ یَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ (الطلاق:3-4)

(ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 204-ایڈیشن 1984ء)

جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے اللہ اس کے لیے کوئی راستہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے رزق دے گا جہاں سے رزق آنے کا خیال بھی نہیں ہوگا۔ وہاں سے سہولتیں مہیا فرمائے گا جہاں سے امید بھی نہیں ہوگی۔ پس اگر ہم نے اپنی زندگیوں کو کامیاب بنانا ہے اور ہم نے اس فیض سے فیض اٹھانا ہے جو اس رمضان کا یا ہر رمضان کا فیض ہوتا ہے تو یہ باتیں ہمیں یاد رکھنی چاہئیں۔ پھر حقوق العباد کے لیے بھی آپؑ نے فرمایا کہ آپس میں مل جل کے بیٹھو۔ جس قدر تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرو گے اسی قدر اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے گا۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 228-ایڈیشن 1984ء)

اب صرف ظاہری عبادتیں نہیں بلکہ رمضان کے دنوں میں جو اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنے کی طرف ہماری توجہ پیدا ہوئی ہے بہت سارے لوگوں میں ہوتی ہے بتاتے بھی ہیں۔ اب یہ ضروری ہے کہ ان اعلیٰ اخلاق کو ہم ہمیشہ جاری بھی رکھیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر، چھوٹے چھوٹے جھگڑوں پر، چھوٹے چھوٹے مسائل پہ آپس میں جو اختلافات پیدا ہوتے ہیں ان کو ختم کریں اور محبت اور پیار کی زندگی گزاریں۔ پس جب ہم یہ کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش بھی ہم پر برسے گی۔ پھر ایک جگہ آپؑ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری جماعت کے لیے ضروری ہے کہ اس پُرآشوب زمانے میں جبکہ ہر طرف ضلالت اور غفلت اور گمراہی کی ہوا چل رہی ہے تقویٰ اختیار کریں۔ دیکھیں آجکل کون سا ایسا ذریعہ ہے جو گمراہی کی طرف لے جانے کے لیے استعمال نہیں ہو رہا۔ ہر قسم کی کوشش ہو رہی ہے۔ ہر قسم کا میڈیا اس وقت اسی کام پہ لگا ہوا ہے۔ دنیا داروں نے ہر ذریعہ کو گمراہی اور ضلالت اور غفلت کی طرف لے جانے اور اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے کے لیے استعمال کرنا شروع کیا ہوا ہے۔ ایسے وقت میں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے اس زمانے میں دین کی تجدید کے لیے اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لیے مسیح موعود علیہ السلام کو ماناہے ہمارا کام یہ ہے کہ ہم ان چیزوں سے بچنے کی کوشش کریں۔ خود ہی جائزہ لیں کتنے ہم میں سے ایسے ہیں جو ان سے بچتے ہیں۔ نوجوان بھی، بڑی عمر کے بھی، عورتیں بھی، بچے بھی ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہیے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ دنیا کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی عظمت نہیں۔ حقوق اور وصایا کی پروا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کیا نصیحتیں فرمائیں اس کی کچھ پروا نہیں۔ فرمایا دنیا اور اس کے کاموں میں حد سے زیادہ انہماک ہے۔ ہم اپنے اندر کا جائزہ لیں تو ہمارے اندر بھی یہی باتیں ہیں کہ دنیا کے کاموں میں زیادہ انہماک ہے۔ بعض دفعہ ہم نمازیں پڑھنا بھول جاتے ہیں۔ بعض جمعوں کی پروا نہیں کرتے۔ بعض اَور نیکیوں کی پروا نہیں کرتے۔ اپنا حق لینے کے لیے دوسرے کا حق مارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو یہ باتیں ایسی ہیں جو پھر اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی نہیں ہوسکتیں۔ پس ایک طرف ہم رمضان میں یہ دعائیں کر رہے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نیکیوں کی توفیق دے۔ ہماری ضروریات پوری کرے تو پھر ہمیں بھی ان باتوں پر عمل کرنا ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتائی ہیں۔ کوشش بھی کرنی ہوگی صرف دعا سے نہیں کام بنے گا۔ آپؑ نے فرمایا کہ دنیاداری میں پڑے ہوئے لوگ ہیں، دنیا کا نقصان ہو تو بہت زیادہ شور مچانے لگ جاتے ہیں۔ رونے چلانے لگ جاتے ہیں اور دنیا کے نقصان سے بچنے کے لیے جیسا کہ میں نے پہلے کہا اللہ تعالیٰ کے حق کو ضائع کر دیتے ہیں۔ اس دنیا کا ہمیں نقصان نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا حق ادا ہوتا ہے، ہو نہ ہو فرق نہیں پڑتا۔ ان باتوں کی طرف توجہ نہیں دیتے جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہیں۔ لوگوں کے حق ادا نہیں کرتے۔ مقدمے بازیوں میں چلے جاتے ہیں۔ غلط قسم کے مقدمے ہیں۔ پھر ایک دوسرے کو نیچا کرنے کے لیے یہ بھی لوگ کر رہے ہوتے ہیں کہ دلیلیں غلط دے رہے ہوتے ہیں۔ وکیلوں کے کہنے پر غلط قسم کے دلائل پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ وکیل بھی جھوٹی دلیلیں دلوانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جھوٹی گواہیاں پیش کر رہے ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں پھر کس طرح ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا ساتھ دے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا ساتھ لینا ہے تو پھر ضروری ہے کہ ہم نیکیوں کی طرف توجہ کریں اور اللہ

تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کی بھی کوشش کریں۔ فرماتے ہیں کہ جب تک کمزور ہوتے ہیں تو گناہ کی جرأت نہیں ہوتی۔ گناہ نہیں کرتے جب تک کمزوری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر رہے ہوتے ہیں اور جب موقع ملا تو جھوٹ پھر جھوٹ اور گناہ کے مرتکب ہونے لگ جاتے ہیں۔ جب آسانیاں اور کشائش پیدا ہوتی ہے تو پھر بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آسانیاں اور کشائش دی ہے اور اس سے پہلے جو ہماری حالت تھی وہ کیا تھی۔ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری تو یہی ہے کہ ہم ان نیکیوں کو جاری رکھیں جو ہماری کمزوری میں نیکیاں تھیں۔ اور کبھی اللہ اور اس کے بندوں کا حق غصب کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اگر حق مار رہے ہیں تو اس کی وجہ یہی ہے کہ سچا تقویٰ نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ سچا تقویٰ ہو تو پھر ایسی حرکتیں انسان کر ہی نہیں سکتا۔ آپؑ نے فرمایا کہ بہت سا حصہ احادیث میں موجود ہے اور برکات بھی ہیں مگر دلوں میں ایمان اور عملی حالت بالکل نہیں ہے۔ بعض لوگ ہیں جو باتیں تو کرتے ہیں حدیثوں کی اور قرآن کی لیکن عملی حالت اور ایمان اتنا نہیں ہے کہ ان باتوں پر عمل ہو۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس لیے مبعوث کیا ہے کہ یہ باتیں پھر پیدا ہوں۔ خدا نے جب دیکھا کہ میدان خالی ہے تو اس کی الوہیت کے تقاضے نے ہرگز پسند نہ کیا کہ یہ میدان خالی رہے اور لوگ ایسے ہی دور رہیں اس لیے اب ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ ایک نئی قوم زندوں کی پیدا کرنا چاہتا ہے اس لیے ہماری تبلیغ ہے کہ تقویٰ کی زندگی حاصل ہو جاوے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 395-396 ایڈیشن 1984ء)

پس ہم نئی قوم بنے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آئے ہیں تو ہمیں تقویٰ کی زندگی پر چلنا پڑے گا اور چلنا چاہیے۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ تقویٰ ایسی شئے نہیں ہے جو کہ صرف منہ سے انسان کو حاصل ہو جائے بلکہ شیطان اس میں بہکاتا ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 398 حاشیہ، ایڈیشن 1984ء) تقویٰ کرنے والوں کو بھی بہکاتا ہے۔ شیطان بہکاتا ہے تقویٰ کرنے والوں کو بھی بہکاتا ہے۔ ”اس کی مثال ایسی ہوتی ہے“ آپؑ نے مثال دی ہے ”جیسے ذرا سی شیرینی رکھ دیں تو بے شمار چیونٹیاں اس پر آجاتی ہیں۔“ میٹھا رکھا ہو کہیں، چینی رکھی ہو، مٹھائی رکھی ہو تو چیونٹیاں اس پر آجاتی ہیں ”یہی حال شیطانی گناہوں کا ہے اور اسی سے انسانی کمزوری کا حال معلوم ہوتا ہے۔“ کہ کیا حال ہے انسان کی کمزوری کا، سمجھتا ہے کہ میں بڑا نیک ہو گیا ہوں۔ بڑا تقویٰ پر عمل کر رہا ہوں لیکن شیطان حملہ کر دیتا ہے تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ شیطان کے حملے سے تم بچے نہیں۔ ابھی پوری طرح اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں نہیں آئے۔ فرمایا کہ ”اگر خدا چاہتا تو ایسی کمزوری نہ رکھتا“ انسان۔ ذرا سی کسی نے کوئی نیکی کی، وہ سمجھے کہ میں تقویٰ پر عمل کرنے والا ہو گیا ہوں جیسا کہ میں نے کہا۔ تو یہ تو حقیقی تقویٰ نہیں ہے۔ یہ ایسا تقویٰ ہے جس پر شیطان حملے کرتا ہے۔ اسی طرح حملے کرتا ہے جس طرح آپؑ نے مثال دی ہے کہ میٹھے پر چیونٹیاں آجاتی ہیں اسی طرح شیطان بھی اس کو بھڑکانے کے لیے حملہ کر دیتا ہے۔ اس کے دماغ میں یہ ڈالنے کے لیے کہ تم بڑے نیک ہو گئے ہو۔ جب انسان کی ایسی حالت ہوتی ہے تو پھر وہ نیکیوں سے دور چلا جاتا ہے تکبر پیدا ہو جاتا ہے۔ پس آپ نے فرمایا کہ تقویٰ پر چلنے والوں کو بہت پھونک پھونک کر قدم اٹھانا پڑتا ہے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ ”انسان کو اس بات کا علم ہو کہ ہر ایک طاقت کا سرچشمہ خدا ہی کی ذات ہے۔ کسی نبی یا رسول کو یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ اپنے پاس سے طاقت دے سکے۔“ ہاں نبی اور رسولوں سے برکات حاصل ہوتی ہیں۔ ان کی تعلیم پر عمل کرنے سے برکت ملتی ہے لیکن طاقت اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور نبی اور رسول بھی اسی طرف لے جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے مانگو“ اور یہی طاقت جب خدا کی طرف سے انسان کو ملتی ہے تو اس میں تبدیلی ہوتی ہے۔ اس کے حاصل کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ دعا سے کام لیا جاوے اور نماز ہی ایک ایسی نیکی ہے جس کے بجا لانے سے شیطانی کمزوری دُور ہوتی ہے اور اسی کا نام دعا ہے۔ شیطان چاہتا ہے کہ انسان اس میں کمزور رہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جس قدر اصلاح اپنی کرے گا وہ اسی ذریعہ سے کرے گا۔ پس اس کے واسطے پاک صاف ہونا شرط ہے۔ جب تک گندگی انسان میں ہوتی ہے اس وقت تک شیطان اس سے محبت کرتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 398۔ ایڈیشن 1984ء)

پس پاک صاف ہونے کے لیے نمازوں کی شرط ہے اور اس رمضان میں ہم نے یہ فائدہ اٹھایا کہ نمازیں باقاعدہ ادا کریں۔ اس کی طرف توجہ کریں۔ نوافل کی طرف توجہ کریں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر مستقل شیطان سے بچنا ہے اور تقویٰ کے اوپر قدم مارنا ہے تو پھر اس کی شرط یہی ہے کہ عبادت کی طرف توجہ کرو۔ وہ عبادت جو سنوار کر کی جائے جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق کی جائے۔ جس میں کسی قسم کا ریا اور دکھاوا نہ ہو اور جب ایسی عبادتیں ہوں گی تو پھر انسان ہمیشہ شیطان کے حملوں سے بچتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہے گا۔ پھر آپؑ نے تقویٰ کے بارے میں یہ بھی فرمایا کہ متقی بننے کے لیے ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلف حقوق، ریاء، عُجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکا ہو اخلاق رذیلہ سے پرہیز کر کے ان کے بالمقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے۔ یہ بات تقویٰ کے لیے ضروری ہے کہ موٹی موٹی برائیاں جو ہیں ان سے دور رہے۔ جو گھٹیا اخلاق ہیں ان سے بچے۔ گھٹیا باتوں سے بچے۔ لیکن صرف اتنا کافی نہیں ہے بلکہ اچھے اخلاق اس کے مقابلے میں پیدا ہوں تو پھر ہی اصل تقویٰ ہے۔ صرف برائیاں دور کر کے نیکیوں پہ قدم مارنا یہ اصل چیز ہے۔ برے اخلاق کو ختم کرنا اور اچھے اخلاق کو اپنانا یہ اصل چیز ہے۔ صرف برائی سے بچنا تقویٰ نہیں ہے بلکہ برائی سے بچ کر نیکیوں کو بجا لانا تقویٰ ہے۔ پھر اس کے علاوہ اَور کیا چیزیں ہیں نیکیوں میں۔ لوگوں سے مروّت کر کے پیش آنا، خوش خلقی دکھانا، ہمدردی سے پیش آنا، خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلانا اور خدمات کے مقام محمود تلاش کرنا۔ کوشش کرنا کہ انسان کو ایسے کام کرنے کی توفیق ملے جو اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہوں اور قابل تعریف ہوں۔ ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب یہ باتیں انسان میں پیدا ہوں تو وہی لوگ متقی ہوتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جب لوگ ایسے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کا متولی ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (البقرہ:39) کہ ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ غم کریں گے۔ اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے وَ ہُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیۡنَ (الاعراف:197) اور وہ نیک لوگوں کا ہی کفیل بنتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتے ہیں۔ ان کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہیں۔ ان کے کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتے ہیں۔ ان کے پاؤں ہو جاتا ہے جس سے وہ چلتے ہیں۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ جو میرے ولی کی دشمنی کرتا ہے میں اس سے کہتا ہوں کہ میرے مقابلے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اور پھر ایک جگہ فرمایا کہ جب کوئی خدا کے ولی پر حملہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر ایسے جھپٹ کر آتا ہے جیسے ایک شیرنی سے کوئی اس کا بچہ چھین لے تو وہ غضب سے جھپٹتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی رحمت تو اسی طرح ملتی ہے۔ جب انسان کا قدم اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھتا ہے تو خدا تعالیٰ کا قدم بھی بڑھتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمتیں ہر ایک کے ساتھ نہیں ہوتیں اس لیے جن پر ہوتی ہیں وہ ان کے لیے نشان بولی جاتی ہیں۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ نشان دکھائے گئے کہ دشمنوں نے آپؐ کی ناکامی کے لیے کیا کیا کوششیں کیں مگر ایک پیش نہ گئی حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لیے منصوبے بھی کیے گئے مگر آخر کار ناکام ہوئے۔ فرماتے ہیں کہ اپنے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت اور عظمت کا سلسلہ جاری رکھو اور اس کے لیے نماز سے بڑھ کر اور کوئی شئے نہیں۔ اصل چیز یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی نیکیاں پیش کی جائیں اور اس کی عبادت کا حق ادا کیا جائے اور اس کے لیے سب سے اعلیٰ چیز آپ نے فرمایا نماز ہے۔ پس رمضان میں سے ہم گزرے۔ نمازوں کی حالت میں سے ہم گزرے۔ نیکیوں کی حالت میں سے ہم گزرے اب ان کو جاری رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے لیے ان کو مستقل زندگیوں کا حصہ بنانا ضروری ہے۔ اس کے بغیر گزارا نہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ روزے تو ایک سال کے بعد آتے ہیں۔ زکوٰۃ صاحب مال کو دینی پڑتی ہے۔ جس کے پاس مال ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے ہر ایک کو تو زکوٰۃ دینی نہیں ہوتی۔ وہ بھی ایک نیکی ہے مگر نماز ہے کہ ہر ایک حیثیت کے آدمی کو پانچ وقت ادا کرنی پڑتی ہے۔ امیر ہو غریب ہو، بڑا ہو چھوٹا ہو اس نے نماز ادا کرنی ہے اسے ہرگز ضائع نہ کرو۔ اسے بار بار پڑھو اور خیال سے پڑھو کہ میں ایسی طاقت والے کے سامنے کھڑا ہوں کہ اگر اس کا ارادہ ہو تو ابھی قبول کر لے۔ ایسا پختہ ایمان ہونا چاہیے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں جو ایسی طاقت والا ہے کہ اگر وہ چاہے تو ابھی میری دعا قبول کر لے۔ فرمایا کہ دوسرے دنیا کے حاکم تو خزانوں کے محتاج ہیں اور ان کو فکر ہوتی ہے کہ خزانہ خالی نہ ہو جائے اور ناداری کا ان کو فکر لگا رہتا ہے۔ ان کے خزانے آتے ہیں بھرتے ہیں لیکن ساتھ یہ بھی فکر ہوتی ہے کہ ہم بے دریغ ان کو خرچ کرتے چلے جائیں تو پھر کہیں ہمارے خزانے خالی نہ ہو جائیں۔ آجکل مغربی دنیا میں جو اپنے آپ کو بڑے امیر سمجھتے تھے یہی حالات ہیں۔ سمجھتے تھے کہ ہمارے پاس بہت دولت ہے کبھی ختم نہیں ہوگی لیکن بڑے بُرے حالات ہو رہے ہیں ہر ایک کی معیشت تباہی کی طرف جا رہی ہے مہنگائی بڑھ رہی ہے، روپے کی قیمت کم ہو رہی ہے، پاؤنڈ کی قیمت کم ہو رہی ہے، ڈالر کی قیمت کم ہو رہی ہے اور ایک فساد پیدا ہوا ہوا ہے اور ان کو فکر پڑ گئی ہے تبھی انہوں نے بہت ساری پابندیاں بھی لگا دی ہیں لیکن خدا تعالیٰ کا خزانہ ہر وقت بھرا ہوا ہے۔ جب انسان اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو صرف یقین کی حاجت ہوتی ہے۔

یہ یقین ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ میں سب طاقتیں ہیں اور اس کے خزانے ہمیشہ بھرے ہوئے ہیں اور بھرے رہیں گے جب یہ یقین ہو اور پھر اس سے مانگتا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ میں طاقتیں ہیں کہ وہ دعاؤں کو قبول کر کے اسی وقت دے بھی دے۔ فرمایا کہ اسے اس امر پہ یقین ہو کہ میں ایک سمیع علیم اور خبیر اور قادر ہستی کے سامنے کھڑا ہوں۔ اگر اسے مہر آجاوے، اس کی مہربانی ہو تو ابھی دے دے۔ بڑی تضرع سے دعا کرے۔ ناامیدی اور بدظن ہرگز نہ ہو۔ اگر اس طرح کرے تو اس راحت کو جلد دیکھ لے گا اور خدا تعالیٰ کے اور اور فضل اس میں شامل ہوں گے۔ اگر انسان ایسی حالت پیدا کرے گا تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل حاصل ہوں گے اور خود خدا بھی ملے گا۔ تو یہ طریقہ ہے جس پر کاربند ہونا چاہیے مگر ظالم فاسق کی دعا قبول نہیں ہوا کرتی کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے لاپرواہ ہے۔ ایک بیٹا اگر باپ کی پرواہ نہ کرے اور ناخلف ہو تو باپ کو اس کی پروا نہیں ہوتی تو خدا کو کیوں ہو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 400 تا 402۔ ایڈیشن 1984ء)

پس آپؑ نے فرمایا کہ ہماری جماعت کو چاہیے کہ خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کریں اور اپنی ایمانی قوتوں کو یقین تک پہنچانے کی کوشش کریں اور یہی وہ مقصد ہے جس کے لیے میں آیا ہوں اور یہ مقصد حاصل کرنے کی کوشش نہیں کر رہے تو پھر آپ نے فرمایا کہ میری بیعت کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پس ہمیں یہی کوشش کرنی چاہیے کہ اپنی نیکیوں کو بڑھاتے چلے جائیں اور اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کریں اور یہی ہماری زندگیوں کا مقصد ہے۔ یہی جماعت کی ترقی میں ہمارے لیے فائدہ دینے والی چیز ہے۔ یہی ہمیں مشکلات اور مصائب سے بچانے والی ہے اور اسی سے جماعت ان شاء اللہ تعالیٰ ترقی کرتے کرتے اس مقام تک پہنچے گی جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ مسیح موعود کے جو کام ہیں ان میں سے پہلا تو یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جو نشان دکھلا رہا ہے، وہ نشان آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دکھائے تھے اور اسی تسلسل میں اب بھی نشان دکھا رہا ہے۔ خود ترقی کے نشان دکھا رہا ہے اور اب بھی دکھلاتا چلا جا رہا ہے۔ آپؑ نے فرمایا یہ نشان دکھا رہا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثابت کرے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو سننے والا ہے اور اس کا جواب بھی دیتا ہے اور ہمارے ساتھ اس کی نصرت ہے۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ میرے آنے کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے بندوں کا تعلق پیدا کروایا جائے۔ ایک فعل تو اللہ تعالیٰ کا ہے۔ فرمایا کہ ایک فعل تو

اللہ تعالیٰ کا ہے جو اس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا ہے وہ دے رہا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ نے ہماری ذمہ داری لگائی ہے کہ ہم اس کے شکرگزار بندے بنیں اور اس کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں اور اپنے ایمانوں میں ترقی کرنے والے ہوں۔ جب یہ ہوگا تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ہم حاصل کرنے والے ہوں گے اور ہم اس بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے کا ہمارا مقصد ہے۔

آپؑ نے فرمایا کہ ہماری جماعت کے لیے اسی بات کی ضرورت ہے کہ ان کا ایمان بڑھے۔ اللہ تعالیٰ پر سچا یقین اور معرفت پیدا ہو۔ نیک اعمال میں سستی اور کسل نہ ہو کیونکہ اگر سستی ہو تو پھر وضو کرنا بھی ایک مصیبت لگتا ہے چہ جائیکہ وہ تہجد پڑھے۔ اگر اعمالِ صالحہ کی قوت پیدا نہ ہو اور مسابقت علی الخیرات کے لیے جوش نہ ہو تو ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔ اگر تبدیلی پیدا نہیں کر رہے، اپنے آپ میں نیکیاں بجالانے کا ایک جوش پیدا نہیں کر رہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا جوش اور اعلیٰ اخلاق دکھانے کا جوش پیدا نہیں کر رہے تو پھر میری بیعت میں آنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

فرمایا کہ ہماری جماعت میں تو وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے لیکن جو محض نام رکھ کر تعلیم کے موافق عمل نہیں کرتا وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہے اور کوئی آدمی محض نام لکھوانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا۔ اس پر کوئی نہ کوئی وقت ایسا آتا ہے کہ وہ بدقسمتی سے الگ بھی ہو سکتا ہے اور ہو جائے گا۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے مطابق کرو جو دی جاتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اعمال پروں کی طرح ہیں بغیر اعمال کے انسان روحانی مدارج کے لیے پرواز نہیں کر سکتا۔ جس طرح پرندے ہوا میں پروں سے اڑتے ہیں تو اعمال بھی روحانی درجے بلند کرنے کے لیے ضروری ہیں۔ اعمال ہوں گے تو انسان اوپر اڑ سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کے قریب جا سکتا ہے۔ بغیر اعمال کے انسان روحانی مدارج کے لیے پرواز نہیں کر سکتا اور ان اعلیٰ مقاصد کو حاصل نہیں کر سکتا جو ان کے نیچے اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں۔ فرمایا کہ پرندوں میں فہم ہوتا ہے۔ ان میں عقل ہوتی ہے اگر وہ اس عقل اور فہم سے کام نہ لیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کی جبلت میں رکھی ہے، ان کی فطرت میں رکھی ہے تو جو کام ان سے ہوتے ہیں وہ نہ ہوں۔ مثلاً شہد کی مکھی میں اگر فہم نہ ہو تو وہ شہد نہیں نکال سکتی اور اسی طرح نامہ بر کبوتر جو ہیں، پیغام لے جانے والے کبوتر جن کا پہلے بہت استعمال ہوتا تھا ان کو اپنے فہم سے کسی قدر کام لینا پڑتا ہے۔ کس قدر دُور دراز کی منزلیں وہ طے کرتے ہیں، خطوط پہنچاتے ہیں اسی طرح پرندوں سے عجیب عجیب کام لیے جاتے ہیں۔ پس پہلے ضروری ہے کہ آدمی اپنے فہم سے کام لے اور سوچے کہ جو کام میں کرنے لگا ہوں یہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے نیچے اور اس کی رضا کے لیے ہے یا نہیں؟ جب یہ دیکھ لے اور فہم سے کام لے تو پھر ہاتھوں سے کام لینا ضروری ہے پھر عملی طور پر اپنے ہاتھوں کو ہلانا ضروری ہے۔ پہلے سوچے، عقل کرے کہ نیکی کے یہ کام جو مَیں نے کرنے ہیں ان کے نیک نتائج نکلیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہیں کہ نہیں پھر اس کے بعد ان پر عمل کرے۔ سستی اور غفلت نہ کرے۔ ہاں یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ تعلیم صحیح ہو۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تعلیم صحیح ہوتی ہے لیکن انسان اپنی نادانی اور جہالت سے یا کسی دوسرے کی شرارت اور غلط بیانی سے دھوکے میں پڑ جاتا ہے۔ یہ بھی ہو جاتا ہے کہ بعض دفعہ شیطان دھوکا دے جاتا ہے۔ اسی تعلیم کے حوالے سے دھوکا مل جاتا ہے تو اس کو سمجھنا ضروری ہے۔ پس یہ بہت ضروری ہے ایک احمدی کے لیے کہ اپنے اعمال بجالانے کے لیے، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوشش کرے اور سوچے، خالی الذہن ہو کر سوچے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 438 تا 440۔ ایڈیشن 1984ء)

پہلے جائزہ لے۔ پھر اس پر غور کرے دعا کرے پھر عمل کرے اور پھر مقصد یہی ہو کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے۔ پس جب ہم ان باتوں پر عمل کرنے والے ہوں گے تب ہی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کے مقاصد کو پورا کرنے والے ہوں گے۔ پھر ایک جگہ آپؑ نے اپنی عبادتوں کے معیار اونچے کرنے کے لیے نصیحت کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت سے پورا حصہ لو اور اصل توحید اسی سے قائم ہوگی اور اس کے لیے جہاں تم اقرار کرتے ہو کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہے، اس کی توحید قائم کرنا چاہتے ہیں وہاں اس کی تصدیق لازمی ہے اس کے لیے پھر اللہ تعالیٰ کے حضور گرنا اور گڑگڑانا ضروری ہے۔ جب یہ باتیں ہوں گی تو تب ہی ہم حقیقی توحید کو بجالانے والے اور اس پر عمل کرنے والے اور اس کو پھیلانے والے ہوں گے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 187۔ ایڈیشن 1984ء)

پھر اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت سے کیا مراد ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ یہی اس سے مراد ہے کہ اپنے والدین اور اپنی جورو یعنی بیوی، اپنی اولاد، اپنے نفس ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کر لیا جائے چنانچہ قرآن شریف میں آتا ہے۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا (البقرہ: 201) یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو جیسا تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ اور سخت درجہ کی محبت کے ساتھ یاد کرو۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہاں یہ امر بھی غور طلب ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ تعلیم نہیں دی کہ تم خدا کو باپ کہہ کر پکارو بلکہ اس نے یہ سکھایا ہے کہ نصاریٰ کی طرح دھوکا نہ لگے۔ اس لیے یہ کہا ہے کہ نصاریٰ کی طرح دھوکا نہ لگے اور خدا کو باپ کہہ کر پکارا نہ جائے۔ اگر کوئی کہے کہ پھر باپ سے کم درجہ کی محبت ہوئی تو اس اعتراض کو رفع کرنے کے لیے اَشَدَّ ذِكْرًا رکھ دیا گیا۔ اَشَدَّ ذِكْرًا نہ ہوتا تو اعتراض ہو سکتا تھا مگر اب تو اس نے اس کو حل کر دیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ باپ سے زیادہ ذکر کرو۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ اصل توحید کو قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے پورا حصہ لو اور یہ محبت ثابت نہیں ہو سکتی جب تک عملی حصہ میں کامل نہ ہو جاؤ۔ صرف زبان سے تو ثابت نہیں ہوتی یہ بات۔ اگر کوئی چینی یا مصری کا نام لے تو اس سے منہ میٹھا نہیں ہو جاتا۔ صرف میٹھے کا نام لینے سے تو منہ میٹھا نہیں ہوتا۔ مٹھائی کا نام لینے سے تو منہ میٹھا نہیں ہو جاتا۔ اگر زبان سے کسی دوستی کا اعتراف اور اقرار کرے مگر مصیبت اور وقت پڑنے پر اس کی امداد نہ کرے، دستگیری سے پہلو تہی کرے تو دوست صادق نہیں ٹھہر سکتا۔ اسی طرح پر اللہ تعالیٰ کی توحید کا نرا زبان ہی سے اقرار ہو اور اس کے ساتھ محبت کا بھی زبانی ہی اقرار موجود ہو تو کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ زبانی اقرار کے بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے۔ اس سے مطلب یہ نہیں کہ زبانی اقرار کوئی چیز نہیں۔ فرمایا کہ میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے اس لیے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو اور یہی اسلام ہے۔ یہی وہ غرض ہے جس کے لیے مجھے بھیجا گیا ہے۔ پس جو اس چشمے کے نزدیک نہیں آتا جو خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لیے جاری کیا ہے وہ یقیناً بےنصیب رہے گا۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 188-189۔ ایڈیشن 1984ء)

آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید قائم کرنے کے لیے اپنی زندگیوں کو ایسے بناؤ۔ ضروری نہیں ہے کہ وقف کر کے کوئی جماعت کی ملازمت میں آتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے کے لیے، تعلیم پر عمل کرنے کے لیے اپنی زندگیوں کو وقف کرو، ان کو اس طرح ڈھالو کہ یہ ظاہر ہو کہ ہماری زندگی اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے۔ اپنی زندگیوں کو ایسا بناؤ گے تو تبھی کامیاب ہو گے۔ فرمایا یہ مقصد سمجھو اپنی زندگیوں کا کہ صرف ہم نے دنیا نہیں کمانی بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کے ہم نے اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنے اور پھیلانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی ہے اور جب یہ سوچ ہوگی تو پھر ہر فرد جماعت اپنا کردار ادا کر رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کا جھنڈا دنیا میں لہرانے کے لیے، دنیا میں پھیلانے کے لیے اور دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے لانے کے لیے کوشش کر رہا ہوگا۔ پس اس رمضان میں جہاں ہم نے یہ عہد کیے ہیں کہ ہم عبادتوں کی طرف توجہ کریں گے اور اعلیٰ اخلاق کی طرف توجہ کریں گے۔ نیکیاں بجالانے کی طرف توجہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کو پھیلانے کی طرف توجہ کریں گے تو پھر اس کے لیے ہمیں کوشش بھی کرنی ہوگی اور یہ کوشش صرف اس رمضان کے ختم ہونے کے ساتھ ختم نہیں ہونی چاہیے بلکہ سارا سال جاری رہنی چاہیے۔ جب یہ سارا سال رہے گی تو پھر ہم اس مقصد کو حاصل کرنے والے ہو سکتے ہیں جو ہماری زندگیوں کا مقصد ہے اور اگر یہ نہیں تو پھر خدا تعالیٰ کے ارشاد پر، اس کے حکم پر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ہم نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے اس کا کوئی مقصد نہیں ہوگا اور اس مقصد کو ہم حاصل نہیں کر سکیں گے اور ان باتوں سے فیض نہیں اٹھا سکیں گے جو آپؑ کی بیعت میں آنے سے ہمیں پہنچ سکتا ہے۔ پس ہمیشہ ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہم نے بیعت میں آ کے ایک خاص تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنی ہے اور اس رمضان میں جو دعائیں کی ہیں، جو نیکیاں حاصل کی ہیں ان کو تمام عمر کا حصہ بنانے کی کوشش کرنی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”اگر دنیاداروں کی طرح رہو گے تو اس سے کچھ فائدہ نہیں کہ تم نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ میرے ہاتھ پر توبہ کرنا ایک موت کو چاہتا ہے تاکہ تم نئی زندگی میں ایک اور پیدائش حاصل کرو۔ بیعت اگر دل سے نہیں تو کوئی نتیجہ اس کا نہیں۔ میری بیعت سے خدا دل کا اقرار چاہتا ہے پس جو سچے دل سے مجھے قبول کرتا اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتا ہے غفور الرحیم خدا اس کے گناہوں کو ضرور بخش دیتا ہے اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے نکلا ہے۔ تب فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔“ آپؑ نے مثال دی کہ ”ایک گاؤں میں اگر ایک آدمی نیک ہو تو اللہ تعالیٰ اس نیک کی رعایت اور خاطر سے اس گاؤں کو تباہی سے محفوظ کر لیتا ہے لیکن جب تباہی آتی ہے تو پھر سب پر پڑتی ہے مگر پھر بھی وہ اپنے بندوں کو کسی نہ کسی نہج سے بچا لیتا ہے۔ سنت اللہ یہی ہے کہ اگر ایک بھی نیک ہو تو اس کے لیے دوسرے بھی بچائے جاتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 262۔ ایڈیشن 1984ء)

پس آجکل دنیا کے جو حالات ہیں ان میں خاص طور پر جہاں ہم اپنے آپ کو بچانے کے لیے، اپنی نسلوں کو بچانے کے لیے کوشش کریں، دنیا کو بچانے کے لیے کوشش کریں اور توحید کو دنیا میں قائم کرنے کے لیے کوشش کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے لانے کی کوشش کریں وہاں اس کے لیے ہمیں اپنے آپ میں ایک خاص تبدیلی مستقل طور پر پیدا کرنی ہوگی اور مستقل دعاؤں کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہوگا تاکہ ہم اپنے آپ کو بھی محفوظ کر سکیں اور دنیا کو بھی محفوظ رکھ سکیں کیونکہ دنیا بڑی تیزی سے تباہی کی طرف جا رہی ہے اور اللہ تعالیٰ چاہے تو دنیا کی اصلاح کے لیے ایسے سامان پیدا کر سکتا ہے کہ ان کے دلوں کو پھیر دے اور اس تباہی سے وہ بچ سکیں اور تباہی آنی بھی ہے تو اللہ تعالیٰ پھر مومنوں کو، ایمان والوں کو اس سے بچائے اور اس کے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے اعمال اس نہج پر ڈھالیں، اس طرح ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہم پر ہمیشہ رہے۔ خدا کرے کہ ہم اس بات کا حقیقی ادراک بھی حاصل کرنے والے ہوں کہ کس طرح ہم نے اپنی عبادتوں کو زندہ رکھنا ہے۔ کس طرح ہم نے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ کس طرح ہم نے تقویٰ پر چلنا ہے۔ کس طرح ہم نے اعلیٰ اخلاق دکھانے ہیں۔ کس طرح ہم نے توحید کو دنیا میں قائم کرنا ہے اور کس طرح ہم نے دنیا کو تباہی سے بچانا ہے۔ کس طرح اپنے آپ کو دنیا کی تباہی اور حملوں سے بچانا ہے اور جب یہ چیزیں ہوں گی اور ہمارے اندر یہ احساس پیدا ہوگا تو پھر ہی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا حق بھی ادا کرنے والے ہوں گے۔ خدا کرے کہ ہم یہ بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں اور یہ رمضان ہمارے لیے برکتوں کا باعث بننے والا ہو۔ ہمیں اپنی رحمتوں اور فضلوں سے، برکات سے نوازے اور ہمارے رمضان کے آنے والے آئندہ دن اور پورا سال اور اگلے رمضان تک ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اس کے بندوں کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۸/اپریل ۲۰۲۵ء، صفحہ ۲ تا ۷)

☆......☆......☆

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

سریہ حضرت ابوبکرؓ بطرف بنوفزارہ

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کا ایک دستہ حضرت ابوبکرؓ کی کمان میں بنوفزارہ کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ قبیلہ اس وقت مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار تھا اور اس دستہ میں سلمہؓ بن اکوع بھی شامل ہوئے جو مشہور تیرانداز اور دوڑنے میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ سلمہؓ بن اکوع بیان کرتے ہیں کہ ہم صبح کی نماز کے قریب اس قبیلہ کی قرارگاہ کے پاس پہنچے اور جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ نے ہمیں حملہ کا حکم دیا۔ ہم قبیلہ فزارہ سے لڑتے ہوئے ان کے چشمہ تک جا پہنچے اور مشرکین کے کئی آدمی مارے گئے جس کے بعد وہ میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے اور ہم نے کئی آدمی قید کر لئے۔ سلمہؓ روایت کرتے ہیں کہ بھاگنے والے لوگوں میں ایک پارٹی بچوں اور عورتوں کی تھی جو جلدی جلدی ایک قریب کی پہاڑی کی طرف بڑھ رہی تھی۔ میں نے ان کے اور پہاڑی کے درمیان تیر پھینکنے شروع کئے۔ جس پر یہ پارٹی خائف ہو کر کھڑی ہو گئی اور ہم نے انہیں قید کر لیا۔ ان قیدیوں میں ایک عمر رسیدہ عورت بھی تھی جس نے اپنے اوپر سرخ چمڑے کی چادر اوڑھ رکھی تھی اور اس کی ایک خوبصورت لڑکی بھی اس کے ساتھ تھی۔ میں ان سب کو گھیر کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس لے آیا اور آپ نے یہ لڑکی میری نگرانی میں دے دی۔ پھر جب ہم مدینہ میں آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے یہ لڑکی لے لی اور اسے مکہ بھجوا کر اس کے عوض میں بعض ان مسلمان قیدیوں کی رہائی حاصل کی جو اہل مکہ کے پاس محبوس تھے۔

اُمِّ قِرفہ کے قتل کا غلط واقعہ

سریہ حضرت ابوبکر کی جگہ جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے ابن سعد نے ایک ایسے سریہ کا ذکر کیا ہے جس میں زید بن حارثہ امیر تھے۔ یعنی ابن سعد اس سریہ میں حضرت ابوبکر کی بجائے زید بن حارثہ کو امیر بیان کرتا ہے اور تفاصیل میں بھی کسی قدر اختلاف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہ مہم بنوفزارہ کی گوشمالی کے لیے تھی جو وادی قریٰ کے پاس آباد تھے اور جنہوں نے مسلمانوں کے ایک تجارتی قافلہ پر چھاپہ مار کر اس کا سارا مال واسباب چھین لیا تھا۔ اس مفسد گروہ کی روح رواں ایک بوڑھی عورت تھی جس کا نام اُمِّ قِرفہ تھا جو اسلام کی سخت دشمن تھی۔ جب یہ عورت اس لڑائی میں پکڑی گئی تو زید کی پارٹی کے ایک شخص قیس نامی نے اس عورت کو قتل کر دیا۔ اور ابن سعد اس قتل کا قصہ یوں بیان کرتا ہے کہ اس کے دونوں پاؤں دو مختلف اونٹوں کے ساتھ باندھے گئے تھے اور پھر ان اونٹوں کو مختلف جہات میں ہنکایا گیا جس کے نتیجہ میں یہ عورت درمیان میں سے چر کر دو ٹکڑے ہو گئی اور اس کے بعد اس عورت کی لڑکی سلمہ بن اکوع کے سپرد کر دی گئی۔ یہی قصہ کسی قدر اختصار اور اجمال اور اختلاف کے ساتھ ابن اسحاق نے بھی بیان کیا ہے۔

اس روایت کی بنا پر سر ولیم میور نے جو دوسرے یورپین مؤرخین کی نسبت زیادہ تفصیل دینے کا عادی ہے اس واقعہ کو مسلمانوں کی ''وحشیانہ روح'' کی مثال بڑے شوق سے اپنی کتاب کی زینت بنایا ہے بلکہ سر ولیم نے اسے اپنی کتاب میں درج کرنے کی وجہ ہی یہی لکھی ہے کہ اس مہم میں مسلمان ایک ظالمانہ فعل کے مرتکب ہوئے تھے۔ چنانچہ میور صاحب لکھتے ہیں:

''اس سال مسلمانوں کو بہت سی مہموں میں مدینہ سے نکلنا پڑا مگر یہ سب قابل ذکر نہیں ہیں البتہ ان میں سے ایک مہم کے ذکر سے رک نہیں سکتا کیونکہ اس کا انجام مسلمانوں کی طرف سے ایک نہایت ظالمانہ فعل پر ہوا تھا۔''

جو مؤرخ ایک واقعہ کو دوسرے واقعات پر محض اس وجہ سے ترجیح دے کر اسے اپنی کتاب کی زینت بناتا ہے کہ اس میں کسی قوم کے ظلم وستم کا ثبوت ملتا ہے وہ درحقیقت ایک غیر جانبدار محقق کہلانے کا حقدار نہیں ہے کیونکہ اس سے کبھی یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ اس بات کی تحقیق کی طرف توجہ کریگا کہ آیا یہ ظلم وستم کا واقعہ کوئی اصلیت بھی رکھتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اس کے ہاتھ سے اس کی ایک دلیل نکل جاتی ہے۔ بہرحال میور صاحب نے اس واقعہ کو خاص شوق کے ساتھ اپنی کتاب میں درج کیا ہے مگر جیسا کہ ابھی ظاہر ہو جائے گا یہ واقعہ بالکل غلط اور قطعاً بے بنیاد ہے اور نقل وعقل ہر دو طرح سے اس کا بناوٹی ہونا ثابت ہے۔

عقلی طریق پر تو یہ جاننا چاہیے کہ ایک عورت کو جس پر قتل کا الزام نہیں ہے قید کر کے ٹھنڈے لمحات میں قتل کرنا اور پھر قتل بھی اس طریق پر کرنا جو اس روایت میں بیان کیا گیا ہے یہ تو ایک بہت دور کی بات ہے۔ اسلام تو عین جنگ کے میدان میں بھی عورت کے قتل کو سختی کے ساتھ روکتا ہے اور ہم جہاد کی اصولی بحث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ فرمان درج کر چکے ہیں جو آپ نے عورتوں کے قتل کو ممنوع فرماتے ہوئے جاری فرمایا تھا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک موقع پر میدان جنگ میں کسی دشمن قبیلہ کی ایک عورت مقتول پائی گئی تو باوجود اس کے کہ یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ عورت کن حالات میں اور کس کے ہاتھ سے قتل ہوئی ہے آپؐ اسے دیکھ کر بہت ناراض ہوئے اور صحابہ سے یہ تاکیداً فرمایا کہ ایسا کام آئندہ نہیں ہونا چاہئے۔ اسی طرح یہ ذکر بھی اوپر گذر چکا ہے کہ جب کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی دستہ روانہ فرماتے تھے تو منجملہ اور نصیحتوں کے صحابہ سے ایک نصیحت یہ بھی فرماتے تھے کہ کسی عورت اور بچے کو قتل نہ کرنا۔

ان اصولی ہدایات کے ہوتے ہوئے صحابہ کے متعلق اور صحابہ میں سے بھی زید بن حارثہ کے متعلق جو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے آدمی تھے یہ خیال کرنا کہ انھوں نے کسی عورت کو اس طریق پر قتل کیا یا کروایا تھا جو ابن سعد نے بیان کیا ہے ہرگز قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ بیشک روایت میں قتل کرنے کا فعل زید کی طرف منسوب نہیں کیا گیا بلکہ ایک دوسرے مسلمان کی طرف کیا گیا ہے لیکن جب کہ یہ واقعہ زید کی کمان میں ہوا تو بہرحال اس کی آخری ذمہ واری بھی زید پر ہی سمجھی جائے گی اور زید کے متعلق یہ خیال کرنا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کو جانتے پہچانتے ہوئے اس قسم کے کام کی اجازت دی ہو گی ہرگز قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ بیشک اگر کوئی عورت کسی جُرم کی مرتکب ہوتی ہے تو وہ اس جرم کی سزا پائے گی اور کسی مذہب کی شریعت اور کسی ملک کے قانون نے عورت کو جرم کی سزا سے مستثنیٰ نہیں رکھا اور آئے دن عورتوں کی سزا بلکہ قتل کے جرم میں پھانسی تک کے واقعات چھپتے رہتے ہیں مگر محض مذہبی عداوت کی وجہ سے یا شرکت جنگ کی وجہ سے کسی عورت کا قتل کرنا اور قتل بھی اس طریق پر کرنا جو اس روایت میں بیان ہوا ہے ایک ایسا فعل ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصولی ہدایت اور ساری اسلامی تاریخ صریح طور پر ردّ کرتی ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ عورت مجرم تھی اور جیسا کہ بعض روایتوں میں بیان ہوا ہے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا منصوبہ کیا تھا۔ اس لیے اس کے خلاف جائز طور پر قتل کی سزا جاری کی جاسکتی تھی تو یہ درست ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ جب صحابہ نے اُمِّ قِرفہ سے سخت اور زیادہ خونی دشمنوں اور پھر مرد دشمنوں کو بھی کبھی اس طرح قتل نہیں کیا تو یہ خیال کرنا کہ زید بن حارثہ جیسے واقف کار صحابی کی کمان میں ایک بوڑھی عورت کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا ہو گا ہرگز قابل تسلیم نہیں ہو سکتا۔ پس معقولی رنگ میں اس قصہ کا جھوٹا اور بناوٹی ہونا ظاہر وعیاں ہے اور کوئی غیر متعصب شخص اس میں شبہ کی گنجائش نہیں دیکھ سکتا۔

اب رہا منقولی طریق سو اوّل تو ابن سعد یا ابن اسحاق نے اس روایت کی کوئی سند نہیں دی اور بغیر کسی معتبر سند کے اس قسم کی روایت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صریح ہدایت اور صحابہ کے عام اور معروف طریق کے خلاف ہو ہرگز قبول نہیں کی جاسکتی۔ دوسرے یہ کہ یہی واقعہ حدیث کی نہایت معتبر کتب صحیح مسلم اور سنن ابوداؤد میں بیان ہوا ہے مگر اس میں اُمِّ قِرفہ کے قتل کئے جانے کا قطعاً کوئی ذکر نہیں ہے اور بعض دوسری تفصیلات میں بھی اس بیان کو ابن سعد وغیرہ کے بیان سے اختلاف ہے۔ اور چونکہ صحیح احادیث عام تاریخی روایات سے یقیناً اور مسلمہ طور پر بہت زیادہ مضبوط اور قابل ترجیح ہوتی ہیں، اس لئے صحیح مسلم اور سنن ابوداؤد کی روایت کے سامنے ابن سعد وغیرہ کی روایت کوئی وزن نہیں رکھتی۔ یہ امتیاز اور بھی نمایاں ہو جاتا ہے جب ہم اس بات کو مدنظر رکھیں کہ جہاں ابن سعد اور ابن اسحاق نے اپنی روایتوں کو یونہی بلا سند بیان کیا ہے وہاں امام مسلم اور ابوداؤد نے اپنی روایتوں کو پوری پوری سند دی ہے اور ویسے بھی محدثین کی احتیاط کے مقابلہ میں جنہوں نے انتہائی احتیاط سے کام لیا ہے مؤرخین کی عام روایت کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

صحیح مسلم اور سنن ابوداؤد میں یہ واقعہ جس طرح بیان ہوا ہے وہ اوپر درج کیا جا چکا ہے۔ اس میں اُمِّ قِرفہ کے قتل کا ذکر تک نہیں ہے۔ بیشک مسلم اور ابوداؤد کی روایت میں اُمِّ قِرفہ کا نام مذکور نہیں ہے اور امیر کا نام بھی زید کی بجائے ابوبکر درج ہے مگر اس کی وجہ سے یہ شبہ نہیں کیا جاسکتا کہ یہ مہم اور ہے کیونکہ باقی جملہ اہم تفصیلات ایک ہیں۔ مثلاً:

(1) دونوں روایتوں میں یہ تصریح ہے کہ یہ مہم بنوفزارہ کے خلاف تھی۔

(2) دونوں میں یہ ذکر موجود ہے کہ بنوفزارہ کی رئیس ایک بوڑھی عورت تھی۔

(3) دونوں میں اس عورت کے قید کئے جانے کا ذکر ہے۔

(4) دونوں میں یہ ذکر ہے کہ اس عورت کی ایک لڑکی بھی تھی جو ماں کے ساتھ قید ہوئی۔

(5) دونوں میں یہ ذکر ہے کہ یہ لڑکی سلمہ بن اکوع کے حصہ میں آئی تھی۔

اس کے علاوہ اور بھی بعض باتوں میں اشتراک ہے۔

اب غور کرو کہ کیا ان اہم اور بنیادی اشتراکات کے ہوتے ہوئے کوئی شخص شبہ کر سکتا ہے کہ یہ دو الگ الگ واقعات ہیں۔ مگر ہم صرف عقلی استدلال پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ گذشتہ محققین نے بھی صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ صحیح مسلم اور سنن ابوداؤد میں وہی واقعہ بیان ہوا ہے جو ابن سعد نے دوسرے رنگ میں درج کیا ہے۔ چنانچہ علامہ زرقانی اور امام سہیلی اور علامہ حلبی نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ یہ وہی واقعہ ہے جو ابن سعد اور ابن اسحاق نے اُمِّ قِرفہ والے قصہ میں غلط طور پر بیان کیا ہے مگر اس سے بھی بڑھ کر اس بات کا ثبوت کہ یہ وہی واقعہ ہے یہ ہے کہ طبری نے ان دونوں روایتوں کو پہلو بہ پہلو بیان کر کے اس بات کی صراحت کی ہے کہ یہ دونوں ایک ہی واقعہ ہیں۔

الغرض یہ بات بالکل یقینی ہے کہ مسلم اور ابوداؤد کی سلمہ بن اکوع والی روایت میں وہی واقعہ بیان کیا گیا ہے جسے ابن سعد اور ابن ہشام نے اُمِّ قِرفہ کے سریہ کے نام سے غلط طور پر درج کیا ہے اور چونکہ صحاح کی روایت جو سند کے ساتھ بیان کی گئی ہے اور ایک شریکِ واقعہ کی زبان سے مروی ہے بہرحال ابن سعد اور ابن ہشام کی غیر مستند روایت سے قابل ترجیح ہے اس لئے اس بات میں ہرگز کوئی شبہ نہیں رہتا کہ اُمِّ قِرفہ کے ''ظالمانہ قتل'' کا واقعہ ایک بالکل جھوٹا اور بے بنیاد واقعہ ہے جو کسی مخفی دشمن اسلام اور منافق کی مہربانی سے بعض تاریخی روایتوں میں راہ پا گیا ہے اور حق یہ ہے کہ اس سریہ کی حقیقت اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں جو مسلم اور ابوداؤد نے بیان کی ہے۔ کسی غلط واقعہ کا تاریخ میں درج ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس قسم کی مثالیں ہر قوم اور ہر ملک کی تاریخ میں ملتی ہیں۔ لیکن یہ ضرور ایک تعجب کی بات ہے کہ سر ولیم جیسا انسان اس غلط واقعہ کو بغیر کسی تحقیق کے اپنی کتاب میں جگہ دے اور اس بات کا برملا اعتراف کرے کہ اس کے اندراج کی وجہ محض یہ ہے کہ اس سے مسلمانوں کے ایک ظالمانہ فعل کی مثال ملتی ہے۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 716 تا 721، مطبوعہ قادیان 2006)

❁❁❁

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے ✡ تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے

چھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات ✡ لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

(قسط-14)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سفر لاہور اور حضور پُرنور کا وصال

جسد مبارک کو تابوت سے نکال کر چارپائی پر رکھا گیا اور اس کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھ کر اٹھانے والوں کے لئے زیادہ گنجائش نکال لی گئی اور اس طرح حضور کا جنازہ اپنے غلاموں کے کندھوں ہی کندھوں پر بآسانی و جلد تر دارالامان پہنچ گیا۔ بٹالہ سے روانگی کے وقت بھی تقسیم عمل کر کے احباب کی ڈیوٹیاں مختلف شعبہ جات میں تقسیم کر دی گئی تھیں۔ قادیان اور مضافات سے آنے والے خدام اور بعض لاہور، امرتسر و بٹالہ کے دوست اور مہمان حضرت اقدس کے جنازہ کے ہمرکاب تھے۔ پیدل بھی اور سوار بھی۔ قادیان کے بعض دوست بٹالہ اور دیوانی وال کے تکیہ کے درمیان آن ملے اور پھر یہ سلسلہ برابر قادیان تک جاری رہا۔ پیشوائی کو آنے والے آ آ کر شامل ہوتے گئے اور اس طرح جہاں ہجوم بڑھتا گیا، رفتار ہلکی پڑتی گئی۔ مولوی محمد علی صاحب ایم اے بھی معہ چند اور دوستوں کے سنا تھا کہ نہر اور سوئے کے درمیان بے اختیار دھاڑیں مار مار کر روتے ہوئے ملے تھے۔ بعض دوستوں کی ڈیوٹی سامان کے گڈوں کے ساتھ لگائی گئی جو سامان کو لے کر قادیان کو روانہ ہوئے۔ میری ڈیوٹی سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمرکاب تھی جو اپنی رتھ میں معہ بیگمات سوار تھیں اور چونکہ ابھی اندھیرا تھا۔ لہٰذا چند اور مخلصین بھی ہمرکاب تھے۔ سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد سلمہ ربہ ہمارے موجودہ خلیفۃ المسیح بھی معہ دوسرے عزیزوں کے اجالا ہو جانے تک سیدۃ النساء حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سواری کے ہمرکاب رہے۔ اس قافلہ نے نماز صبح پو پھٹتے ہی اول وقت میں اس جگہ لب سڑک ادا کی جہاں اے ایل او ای ہائی سکول کی ایک گراؤنڈ واقع ہے اور بیرنگ ہائی سکول اس جگہ سے قریباً ایک فرلانگ جانب شرق آتا ہے۔ امام الصلوٰۃ اس مختصر سے قافلہ کے سیدنا حضرت صاحبزادہ والاتبار مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ ربہ تھے۔ سورۃ قٓ حضرت ممدوح نے اس نماز میں پڑھی۔ یہ نماز اپنی بعض کیفیات کے لحاظ سے ان چند خاص نمازوں کے شمار میں آتی ہے جو اس سے قبل مجھے اس بارہ تیرہ سالہ قیام دارالامان میں کبھی کبھار اللہ تعالیٰ کے خاص ہی فضل کے ماتحت خدا کے نبی و رسول سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء میں نصیب ہوئیں یا پھر کسی خاص ہی موقعہ پر اللہ کریم نے حضور وسرور عطا فرما کر نوازا۔ سچ مچ ہماری یہ نماز صحیح معنوں میں ایک معراج تھا۔ جس میں شرف حضوری بخشا گیا۔ رقت وسوز کا یہ عالم تھا کہ روح پگھل کر آستانہ الوہیت پہ بہنے لگی اور دل نرم ہو کر پارہ بنا جا رہا تھا۔ آتش محبت میں ایسی تیزی اور حدت پیدا ہوئی کہ ماسوا اللہ کے خیالات جل کر راکھ ہو گئے اور وحدت ذاتی نے یوں اپنی چادر توحید میں لپیٹ لیا کہ ہمارا کچھ بھی باقی نہ رہا اور ہم اپنے خدا میں فنا ہو گئے۔ یہ سب کچھ اس مقدس ہستی کی تقدیس اور پاک خیالات سے لبریز روحانی لہروں کا اثر تھا جو اس پاک نفس ہستی کے قلب صافی سے نکل کر اثر انداز ہو رہی تھیں اور جن سے سارے ہی مقتدین علیٰ قدر مراتب متاثر ہو رہے تھے۔ جس کو خدائے علیم وخبیر نے ایک عرصہ پہلے ''نور آتا ہے نور'' کا مصداق قرار دے کر غفلت وگناہ کے اسیروں کی رستگاری کا موجب بنا کر نوازا۔ قرأت میں آپ کا درد بھرا لہجہ لحن داؤدی بن کر پتھر کو موم اور نار کو گلزار بنا رہا تھا۔ جس کی نہ مٹنے والی لذت وسرور آج اکتیس بتیس برس بعد بھی میں ویسے ہی محسوس کر رہا ہوں جیسے اس روز۔ مجھے اس بات کا تو اندیشہ نہیں کہ نعوذ باللہ میں کسی غلو یا مبالغہ آمیزی سے کام لے کر بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کر رہا ہوں بلکہ اندیشہ ہے تو یہ کہ مبادا اپنی کمزوریٔ بیان وتحریر کی وجہ سے اصل حقیقت کے اظہار سے قاصر رہ جانے کے باعث حق پوشی کا مجرم نہ بن جاؤں۔ اور حق بھی یہی ہے کہ مجھے یہی خطرہ بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ میں اس روحانی لذت وسرور کی صحیح تصویر دکھانے سے عاجز اور ان تاثرات کے اظہار سے عاری ہوں جو مجھے اس نماز میں نصیب ہوئے اور آج تک میں برابر ان اثرات کو محسوس کرتا۔ ان کی مہک اور خوشبو سونگھتا اور لذت اٹھاتا چلا آ رہا ہوں۔

میں حضرت ممدوح کو بچپنے سے جبکہ آپ کی عمر چھ سات برس کی تھی دیکھتا چلا آیا تھا بلکہ مجھے فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے اس مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعُلٰى اور ظلِ خدا ہستی کو گودیوں کھلانے کی عزت سے ممتاز اور سعادت سے سرفراز فرمایا اور اس طرح میں نے جہاں آپ کا بچپنا دیکھا۔ بچپنے کے کھیل واشغال اور عادات واطوار دیکھے وہاں الحمد للہ کہ میں نے حضور کی جوانی بھی دیکھی۔ سفر میں بھی اور حضر میں بھی۔ خلوت میں بھی اور جلوت میں بھی اور ساتھ ہی ساتھ اس کے آپ کے اخلاق فاضلہ پاک ارادے اور عزائم استوار، آپ کے اذکار وافکار، لیل ونہار اور حال وقال بھی دیکھنے کا مجھے موقعہ ملا تھا اور ان مشاہدات کے نتیجہ میں میں اس یقین پر تھا کہ واقعی یہ انسان اپنے کاموں میں اولوالعزم اور راہ ہدایت کا شہسوار ہے مگر کل اور پھر آج جو کچھ میں نے دیکھا اور محسوس کیا اس سے میں نے اندازہ کیا کہ اس شخصیت کے متعلق میرا علم وعرفان بالکل ابتدائی بلکہ ناقص تھا، ایسا کہ میں نے اس عظیم الشان ہستی کے مقام عالی کو شناخت ہی نہ کیا تھا۔ میرے علم میں ترقی ہوئی، ایمان بڑھا اور عرفان میرا بلند سے بلند ہوتا چلا گیا حتّٰی کہ میں نے اپنی باطنی آنکھوں سے دیکھا اور محسوس کیا کہ اس صاحب شکوہ اور عظمت و دولت ہستی کو ایسی طاقتیں اور قویٰ ودیعت کئے گئے ہیں کہ اگر ساری دنیا اپنے پورے سامانوں کے ساتھ بھی کبھی اس کے مقابل میں کھڑی ہو کر اس کے عزائم میں حائل اور ترقی میں روک بننا چاہے گی تو مخذول و مردود ہی رہے گی اور یہ جلد جلد بڑھتا جائے گا کیونکہ خدا نے خود اس کو اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ اس میں اپنی روح ڈالی اور اس کے سر پر اپنا سایہ کیا ہے۔ لہٰذا دنیا کے بلند و بالا پہاڑ اپنی بلند ترین اور ناقابل عبور چوٹیوں اور اتھاہ گہری غاروں کے باوجود اس کے عزائم میں حائل ہونے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ہی خشک وتر موّاج سمندر اپنی بھیانک اور ڈراؤنی طوفانی لہروں اور ریت کے خشک بے آب وگیاہ ویرانے اور سنسان ناقابل گزر ٹیلوں کے باوجود اس کی مقدر ترقیات کو روک سکتے ہیں کیونکہ یہ ازل سے مقدر تھا کہ اس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهٖ

میں اپنے ذوق اور قلبی کیفیات کے جوش میں اصل مضمون سے دور نکل گیا مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی ایک ایسی شہادت تھی جو موقعہ ومحل کے لحاظ سے اسی جگہ ادا کرنی میرے ذمہ تھی۔ زندگی کا اعتبار نہیں۔ موت کا پتہ نہیں۔ حسن اتفاق اور اک فرشتہ رحمت وبرکت سیدنا قمر الانبیاء کی تحریک سے یہ موقعہ میسر آ گیا کہ سلسلہ کی وہ بعض امانتیں جو قضاء قدر نے میرے دل ودماغ کے سپرد کر رکھی تھیں ان کی ادائیگی کی توفیق رفیق ہو گئی ورنہ ایک طویل بیماری اور لمبی علالت نے میرے جسم کے رگ وپے کو اس طرح مضمحل، کمزور اور سست کر دیا ہے کہ میں ایک تودۂ خاک بن کر رہ گیا ہوں جس کی وجہ سے میں کچھ لکھنے کے قابل نہ تھا۔ پس میں اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر اس جگہ صرف ایک اور کلمہ کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ :

خدا کے نبی اور رسول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری ہی اولاد موعود ومحمود۔ بشیر و شریف اور خدا کی بشارتوں کے ماتحت یقینا یقینا ذریت طیبہ، مظاہر الٰہی اور شعائر اللہ ہیں۔ ایک کو موعود بنا کر مظہر الحق والعُلٰی کا خطاب دیا تو دوسرے کو قمر الانبیاء بنا کر دنیا جہاں کی راہ نمائی کا موجب بنایا اور تیسرے کو بادشاہ کے لقب سے ملقب فرما کر عزت وعظمت اور جاہ وحشمت کے وعدے دیئے۔ اَلَا وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔ پس

مقام او مبیں از راہِ تحقیر بدورانش رسولاں ناز کردند

اگر شُومیٔ قسمت اور شامت اعمال کسی کو ان کاملین کی غلامی کی سعادت سے محروم رکھتی ہے۔ اگر نہاں در نہاں بداعمالیاں اور معاصی کسی کو ان مقدسین پر عقیدت ونیاز مندی کے پھول نذر و نچھاور کرنے سے روکتے ہیں اور ان سے محبت و اخلاص کے لئے انشراح نہیں ہونے دیتے تو بے ادبی وگستاخی کی لعنت میں مبتلا ہونے سے تو پرہیز کرو اور بدگمانی وبدظنی اور اعتراض وطعن کی عادت سے تو بچو، ورنہ یاد رکھو کہ اگر اس قسم کی آگ اپنے اندر جمع کرو گے، زبان پر لاؤ گے تو آخر ''آگ کھائے انگار لگے'' کے مصداق بننا پڑے گا۔ خدا کے غضب کی آگ اور اس کی غیرت کی نار بھڑکے گی جس سے بچ جانا پھر آسان نہ ہوگا۔

(سیرتُ المہدی، جلد 2، تتمہ، صفحہ 424 تا 427، مطبوعہ قادیان 2008)

❂❂❂❂

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے یعنی دینی خدمات وہی بجا لا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 43، ایڈیشن 1988ء)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

یارب ہے تیرا احساں میں تیرے در پہ قرباں ✿ تو نے دیا ہے ایماں، تو ہر زماں نگہباں

تیرا کرم ہے ہر آں تو ہے رحیم و رحماں ✿ یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِيْ

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

صدر صاحب اور عاملہ کو بھی چاہئے کہ دَورے کرکے ہر خادم کے گھر تک پہنچا کریں، ان کو سلام کیا کریں
کم ازکم سال میں دو دفعہ ہر خادم سے ذاتی رابطہ کریں تا کہ ان کی اجلاسوں میں حاضری بڑھے

خدام میں سے کچھ ایسے selected لوگ ہونے چاہئیں جو داعیان الی اللہ کہلائیں اور تبلیغ میں زیادہ وقت دیا کریں

مہتمم کا کام تو یہ ہے کہ مجالس کے جتنے ناظمین تجنید ہیں، ان کو کہنا کہ ہر ایک گھر میں جاؤ اور وہاں سے ان کے کوائف لے کے آؤ تا کہ آپ کے پاس اپنی انفارمیشن ہو آپ کو جماعت کو فیڈ (feed) کرنا چاہئے کہ تمہارے ڈیٹا میں یہ کمی ہے، ہم نے یہ ڈیٹا لیا ہے اس کے مطابق ہمارے خدام اتنے بنتے ہیں

محنت سے کام کریں اور جو پیچھے رہنے والے خدام ہیں ان کو بھی آگے لے کے آئیں اور آرگنائز (organize) کریں
جو پیچھے رہنے والے ہیں ان کو چھوڑنہیں دینا
کوئی اپنے بھائی کو ضائع نہیں ہونے دیتا، اس کو بچاتا ہے،
پیچھے رہنے والوں کو اپنے بھائی سمجھیں اور سامنے لے کے آئیں

اللہ کا حق ادا کریں اور بندوں کے حق ادا کریں، یہی دو مقصد ہیں جس کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے
اور یہی مقصد ہے جس کو ہم نے خود بھی اختیار کرنا ہے اور آگے لوگوں کو پہنچانا بھی ہے، اسی کو لے کے ہم نے اپنے بچوں کی تربیت بھی کرنی ہے

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ فرانس وقائدین مجالس کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

مورخہ 22 اکتوبر 2023ء کو امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ فرانس کی نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران وقائدین مجالس کی آن لائن ملاقات ہوئی۔

حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ خدام نے مسجد مبارک Saint-Prix سے آن لائن شرکت کی۔

السلام علیکم کہنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ کیا یہ عاملہ ہے؟ جس کی تصدیق صدر مجلس خدام الاحمدیہ فرانس نے کی۔ دعا کے بعد اراکین مجلس عاملہ کو اپنا تعارف، متعلقہ شعبہ جات کی کارگزاری کی رپورٹ پیش کرنے نیز قائدین مجالس کو اپنی مجالس کے حوالے سے حضور انور سے مختصر گفتگو کرنے کا موقع ملا۔

سب سے پہلے معتمد مجلس جو پیشہ کے اعتبار سے چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ (chartered accountant) ہیں نے حضور انور کی خدمت میں اپنی رپورٹ پیش کی۔

حضور انور نے فرانس میں مجالس کی تعداد کے بارے میں دریافت فرمایا نیز استفسار فرمایا کہ کتنی مجالس باقاعدگی سے ماہانہ رپورٹیں جمع کرواتی ہیں؟

اس پر موصوف نے بتایا کہ فرانس میں کل 13 مجالس ہیں اور ان میں سے دس مجالس باقاعدگی سے ماہانہ رپورٹیں بھجواتی ہیں۔ موصوف نے یہ بھی عرض کیا کہ مجلس کے کُل 596 ممبران ہیں جن میں سے 429 خدام ہیں اور باقی اطفال۔

مہتمم تربیت سے حضور انور نے استفسار فرمایا کہ آیا وہ فرانس میں پیدا ہوئے ہیں اور ان کا پیشہ کیا ہے؟ پہلے سوال کا موصوف نے اثبات میں جواب دیا جبکہ اپنے پیشہ کے حوالے سے عرض کی کہ وہ شعبہ آئی ٹی (انفارمیشن ٹیکنالوجی) سے منسلک ہیں۔

اپنے سپرد جماعتی شعبہ کی مساعی کی بابت موصوف نے بتایا کہ خدام کو حضور انور کے خطبات اور خطابات سننے، مسجد یا نماز سینٹر میں نماز ادا کرنے اور باہمی اخوت کو فروغ دینے کی ترغیب دلانے کے ضمن میں مساعی بروئے کار لائی جا رہی ہیں۔

خدام سے ذاتی رابطہ رکھنے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ صدر صاحب اور عاملہ کو بھی چاہیے کہ دَورے کرکے ہر خادم کے گھر تک پہنچا کریں، ان کو سلام کیا کریں۔ کم ازکم سال میں دو دفعہ ہر خادم سے ذاتی رابطہ کریں تا کہ ان کی اجلاسوں میں حاضری بڑھے۔

بعد ازاں موصوف نے باقاعدگی سے نماز ادا کرنے والے خدام کی تعداد پیش کی۔ تعداد میں کمی دیکھ کر حضور انور نے فرمایا کہ میں نے حال ہی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں بیان کیا تھا کہ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔

مزید برآں حضور انور نے تلقین فرمائی کہ نماز جو بنیادی چیز ہے اس کی طرف زیادہ توجہ دلائیں۔ قرآن شریف کے پڑھنے کی طرف بھی زیادہ توجہ دلائیں، تلاوت بھی کریں اور اس پر غور بھی کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔ نہیں تو فرانس میں دنیاداری بے شمار ہے اور مسلمانوں کے خلاف ویسے ہی ماحول پایا جاتا ہے۔ اگر آپ لوگ بھی قرآن شریف اور اسلامی تعلیم بھول گئے، نمازیں بھول گئے، اللہ کے آگے جھکنا بھول گئے تو پھر اللہ ہی حافظ ہے۔ پھر خدام الاحمدیہ تو نہ کہلائے، پھر خدام الفرانس کہلائے۔ اس طرف زیادہ توجہ دیں۔

مہتمم صحت جسمانی نے حضور انور سے گفتگو کرتے ہوئے عرض کی کہ وہ خود کرکٹ اور کبھی کبھار فٹ بال کھیلنے کے شوقین ہیں۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ کیا وہ فرانس میں کرکٹ کھیلتے ہیں؟ جس پر موصوف نے اثبات میں جواب دیا اور بتایا کہ فرانس میں ایک کرکٹ کلب بھی ہے۔ حضور نے مزید دریافت فرمایا کہ کیا وہ کسی ٹورنامنٹ کے لیے برطانیہ آئے تھے؟ اس پر موصوف نے اثبات میں جواب دیا اور بتایا کہ فرانس کے تیس فی صد خدام باقاعدگی سے کھیلوں میں حصہ لیتے ہیں۔

ایڈیشنل مہتمم تربیت (رشتہ ناطہ) نے بتایا کہ وہ متعلقہ کوائف جمع کرکے مرکز کو بھیج دیتے ہیں نیز بتایا کہ 133 خدام کے کوائف پہلے ہی مرکز بھجوائے جا چکے ہیں۔

مہتمم امور طلبہ وخدمت خلق نے بتایا کہ اس وقت کل 105 طلبہ میں سے 69 خدام یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر کہ کیا یونیورسٹی میں AMSA (احمدیہ مسلم سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن) قائم ہے؟ موصوف نے عرض کیا کہ چونکہ خدام مختلف یونیورسٹیوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور ہر یونیورسٹی میں صرف ایک یا دو خدام ہیں، اس لیے انہوں نے AMSA قائم نہیں کی۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ملکی سطح پر AMSA قائم کی جاسکتی ہے۔

حضور انور نے محاسب سے دریافت فرمایا کہ کیا وہ رسیدوں کی تصدیق کرتے ہیں نیز اس بات پر زور دیا کہ ہر رسید کو اچھی طرح چیک (check) کیا جانا چاہیے۔

مہتمم اطفال نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے اپنے عہدے کے لیے خدمت کا لفظ استعمال کیا۔ اس پر حضور انور نے اظہار خوشنودی کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر ایک کو ہمیشہ اپنے آپ کو خادم ہی سمجھنا چاہیے۔

موصوف نے بتایا کہ فرانس میں 167 اطفال ہیں اور تمام مجلس کی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ ان کی تربیت کے لیے دوران سال دو صد سے زائد تعلیمی کلاسز کے ساتھ ساتھ وقار عمل اور پکنکس (picnics) کے پروگرام بھی منعقد کیے گئے ہیں۔

مہتمم مال کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ وہ خدام کو آگاہ کریں کہ چندہ کیوں دیا جاتا ہے اور کیسے خرچ ہوتا ہے۔

مہتمم تحریک جدید نے بتایا کہ تحریک جدید کے اس مالی سال میں 429 خدام میں سے 163 نے حصہ لیا اور 167 اطفال میں سے 50 نے حصہ لیا۔

مہتمم تبلیغ جو فرنچ سپیکنگ (French speaking) ہیں نے بتایا کہ انہوں نے پمفلٹس (pamphlets) تقسیم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ تبلیغ کے لیے نیشنل نصاب کی تیاری کا عمل جاری ہے اور تمام مجالس کا دَورہ کرکے خدام میں تبلیغ کے بارے میں شغف اور بیداری پیدا کرنے کے لیے وہ سرگرم عمل ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کی اِس امر کی جانب توجہ مبذول کروائی کہ خدام میں سے کچھ ایسے selected لوگ ہونے چاہئیں جو داعیان الی اللہ کہلائیں اور تبلیغ میں زیادہ وقت دیا کریں۔ پوسٹ بکس میں پمفلٹس ڈال دیتے ہیں، اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟ لوگوں کو بھی دیں اور سٹال لگائیں جہاں بتائیں کہ اسلام کے خلاف بہت کچھ کہا جاتا ہے، اسلام کی امن کی تعلیم کیا ہے، اسلام تو امن پسند ہے، جو لوگ امن کو توڑتے ہیں وہ اسلام کی تعلیم پر عمل نہیں کر رہے۔ اسلام کن حالات میں جنگوں کی اجازت دیتا ہے۔

اسلام پر الزام لگایا جاتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کریں کہ کس طرح آپؐ امن قائم کرنے کے لیے کوشش کیا کرتے تھے اور قرآن

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”ہمیشہ خلافت احمدیہ کے بابرکت نظام کے ساتھ منسلک رہیں اور وفا کا تعلق رکھیں“

(خصوصی پیغام جلسہ سالانہ ہنڈوراس 2020ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

شریف کی تعلیم کیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کا مقصد کیا ہے کہ اسلام کی اشاعت کرنا اور امن، سلامتی اور محبت کے پیغام کو پہنچانا۔

کم از کم ایک دفعہ ان لوگوں کے دماغوں سے اسلام کے خلاف یہ تاثر کہ اسلام صرف شدت پسند ہے وہ دُور ہو جائے پھر باقی تبلیغ کے کام بھی کریں کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے اور یہی کامیاب ہونے والا مذہب ہے۔ خدام کو اس کی ٹریننگ (training) دیں اور خدام کو خود بھی علم ہونا چاہیے۔ یہ نہیں کہ کسی فرنچ (French) سے واسطہ پڑ جائے تو ڈر کے مارے کہہ دیں کہ ہاں تم ٹھیک کہتے ہو سارے مسلمان ہیں ہی خراب۔ مسلمان خراب نہیں ہیں، جو کوئی ایسی حرکت کرتا ہے تو اسلام کی تعلیم کے خلاف کرتا ہے۔ ہر ایک خادم کو اپنا نمونہ دکھانا چاہیے اور کسی سے ڈرنا نہیں چاہیے اور اسلام کی تعلیم کھلے طور پر بیان کرنی چاہیے۔

مہتمم اشاعت نے حضور انور کے استفسار پر بتایا کہ ہم آن لائن ویب سائٹ پر اپنا رسالہ 'طارق' شائع کرتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ خدام سے بھی لکھوایا کرو، ان میں بھی لکھنے کی عادت ڈالو۔

اس پر مہتمم اشاعت نے عرض کی کہ خدام کو تلقین کی جاتی ہے کہ وہ مہینے میں کم از کم ایک آرٹیکل (article) بھجوایا کریں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ پھر تو آپ کے پاس آرٹیکل کی بھرمار ہو جانی چاہیے۔ 4800 آرٹیکل سال کے بن جاتے ہیں۔ آپ کے پاس تو وہاں چھاپنے کی جگہ نہیں رہنی چاہیے۔ آپ کے پاس تو لکھنے والا کوئی نہیں ہوتا، اسی مواد کو رسالہ میں repeat کرتے رہتے ہیں۔ کام وہ کریں جو practical ہو۔ ایسا پلان بنائیں جو واقعی حقیقی پلان ہو، جس پر عمل ہو سکتا ہے۔ ambitious plan بنانا چاہیے مگر اتنا بھی نہیں کہ اپنی موجودہ صورت حال سے ہی دُور ہو جائیں، اس کا پتا ہی نہ ہو، اس پر عمل بھی نہ ہو رہا ہو۔ تو عمل کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔

مہتمم تجنید نے حضور انور کے استفسار کرنے پر عرض کی کہ انہوں نے جماعت کے ڈیٹا سے خدام کی تجنید کے کوائف چیک کیے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جماعت کے ڈیٹا سے چیک نہیں کرنا، اپنا علیحدہ ڈیٹا بنانا چاہیے۔ آپ جماعتی AIMS کا ڈیٹا چیک نہ کیا کریں۔ اپنا ڈیٹا بنائیں اور خدام کا ڈیٹا door to door انفارمیشن (information) لے کر اس کے مطابق تجنید کریں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ کی اور جماعت کی تجنید ایک جیسی ہو۔ مہتمم کا کام تو یہ ہے کہ مجالس کے جتنے ناظمین تجنید ہیں، ان کو کہنا کہ ہر ایک گھر میں جاؤ اور وہاں سے ان کے کوائف لے کے آؤ اور تا کہ آپ کے پاس اپنی انفارمیشن ہو۔ آپ کو تو بلکہ جماعت کو فیڈ (feed) کرنا چاہیے کہ تمہارے ڈیٹا میں یہ کمی ہے۔ ہم نے یہ ڈیٹا لیا ہے اس کے مطابق ہمارے خدام اتنے بنتے ہیں۔

مہتمم تعلیم نے حضور انور کے دریافت فرمانے پر عرض کی کہ اس سال جو کتاب منتخب کی گئی تھی وہ ''شرائط بیعت اور ایک احمدی کی ذمہ داریاں'' ہے۔

حضور انور کے استفسار پر موصوف نے بتایا کہ اس وقت تک خدام الاحمدیہ کی تقریباً پچاس فی صد تجنید کو مطالعہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور مجالس میں باقاعدہ کلاسز کا آغاز کیا گیا ہے اور فوکس (focus) یہی تھا کہ اس سے باقاعدہ طور پر مطالعہ کتب کی طرف توجہ دلائی جائے۔

اس پر حضور نے فرمایا کہ یہ توجہ تو آپ نے کروا دی، plan دے دیا، بڑا اچھا کیا۔ اب اس plan کے اوپر عمل کتنا ہوا اس کا بھی فیڈ بیک (feedback) آپ کو آنا چاہیے۔ جو آپ کے متعلقہ ناظمین ہیں ان کو کہیں کہ آپ کو فیڈ بیک دیا کریں۔

شعبہ آئی ٹی سے منسلک قائد مجلس سٹراسبرگ (Strasbourg) نے بتایا کہ وہاں 32 خدام رہتے ہیں۔ قائد مجلس للّ (Lille) اور ویلاں سَیَن (Valenciennes) نے بتایا کہ ان کے کل 33 خدام ہیں۔

مہتمم وقار عمل نے بتایا کہ ان کے شعبہ کے تحت مساجد کی صفائی کو برقرار رکھنے اور مختلف تقریبات کے لیے خیمے لگانے کی مساعی سرانجام دی جاتی ہیں۔

مہتمم تربیت نومبائعین نے بتایا کہ جب بھی موقع ملتا ہے مسجد میں نومبائعین کے لیے اجتماع منعقد کیا جاتا ہے۔ انہوں نے مزید عرض کیا کہ تازہ ترین اعداد وشمار کے مطابق 17 نومبائعین ہیں جن میں سے کچھ الجزائر، مراکش اور دیگر افریقی ممالک سے آئے ہیں۔ موصوف کی صحت اور جسامت کو دیکھتے ہوئے حضور انور نے مسکراتے ہوئے انہیں مشورہ دیا کہ وہ کھیلوں میں بھی حصہ لیا کریں۔

قائد مجلس دار النور سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ ان کی مجلس میں کتنے خدام ہیں؟ مجلس پھیلی ہوئی ہے یا ایک جگہ اکٹھے ہیں؟ اس پر موصوف نے بتایا کہ سولہ خدام ہیں جو دُور دُور رہتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے استفسار فرمایا کہ پھر ان کو اکٹھا کس طرح کرتے ہیں؟ اس پر قائد مجلس نے بتایا کہ اجتماع یا جلسہ کے موقع پر۔

اس پر حضور انور نے استفہامیہ انداز میں پوچھا کہ سال میں دو دفعہ مل لیتے ہو، کافی ہے؟ موصوف نے عرض کیا کہ ماہانہ اجلاس پر بھی خدام کو بلایا جاتا ہے۔

حضور انور نے اس حوالے سے قائد مجلس کو فرمایا کہ اگر زیادہ دُور ہیں تو ان سے آن لائن یا فون پر رابطہ کر لیا کرو یا کبھی کبھی ویسے خود ہی ان کے گھر چلے گئے۔

قائد مجلس تولوز (Toulouse) نے بتایا کہ ان کے علاقے میں چودہ خدام ہیں۔

ایک قائد مجلس سے بات کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ قائد کو تو پانچ نمازوں کے ساتھ تہجد بھی پڑھنی چاہیے، نوافل پڑھنے چاہئیں تا کہ کام میں برکت پڑے۔

قائد مجلس سینٹ ایٹین (Saint-Étienne) نے بتایا کہ ان کی مجلس میں کل 76 خدام ہیں جو کہ تعداد کے لحاظ سے ملک بھر میں دوسرے نمبر پر ہے۔ قائد مجلس پارسی (Parsi) ریجن ایولین (Yvelines) نے بتایا کہ ان کی مجلس میں 67 خدام ہیں۔

حضور انور نے مجلس خدام الاحمدیہ فرانس کے حوالے سے فرمایا کہ اگرچہ یہ ایک چھوٹی مجلس ہے لیکن اسے ایک مثالی مجلس بننے کی کوشش کرنی چاہیے جو ایک مثبت مثال قائم کر سکے۔

قائد مجلس سین اے مارن (Seine-et-Marne) نے بتایا کہ وہاں کل ۲۳ خدام ہیں۔

مقامی مسجد مبارک کے قائد مجلس نے بتایا کہ ان کے ریجن میں 106 خدام ہیں جن میں سے تقریباً ستّر فی صد فعال ہیں۔

اس کے بعد قائدین مجالس اِپے رنے (Eparney) اور گوسان ویل (Goussainville) کو اپنی رپورٹس پیش کرنے اور حضور انور ایدہ اللہ سے بات کرنے کا موقع ملا۔

بعد ازاں حضور انور نے صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ اب آپ لوگوں کا کام ہے، کام کرنا اور فرانس کی مجلس کو آئیڈیل (ideal) مجلس بنانا۔ یہ بہانہ تھا، وہ بہانہ تھا، اِس نے وہ کر دیا، اُس نے وہ کر دیا، ہمارے جماعت والوں نے یہ روک ڈال دی، فلاں نے یہ کہہ دیا، یہ سب بہانے ہیں۔ اس لیے محنت سے کام کریں اور جو پیچھے رہنے والے خدام ہیں ان کو بھی آگے لے کے آئیں اور آرگنائز (organize) کریں۔ یہی اصل مقصد ہے۔ جو پیچھے رہنے والے ہیں ان کو چھوڑ نہیں دینا۔ کوئی اپنے بھائی کو ضائع نہیں ہونے دیتا، اس کو بچاتا ہے۔ پیچھے رہنے والوں کو اپنے بھائی سمجھیں اور سامنے لے کے آئیں۔

میٹنگ ختم ہونے پر کچھ اراکین عاملہ کو سوال کرنے کا بھی موقع ملا۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ آجکل کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے سوشل میڈیا پر دیکھیں تو غیر احمدی کھل کر جماعت کی مخالفت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں سیکیورٹی پوائنٹ آف ویو (point of view) سے کیا کرنا چاہیے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ کھل کے جماعت کی مخالفت کرتے ہیں تو آپ کھل کے تبلیغ کریں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اپنے آپ کو ایکٹو (active) کرو، کھل کے ان کے جواب دو۔ اس لیے اپنی مجلس سلطان القلم بناؤ جو کہ جواب دینے والی ہو۔ کھل کے فرانس میں، اخبار، سوشل میڈیا پر، اِدھر اُدھر جو بھی جواب آتے ہیں، جہاں بھی احمدی یا ختم نبوت یا اس قسم کے ٹاپک (topic) پر کوئی بات ہوتی ہے تو وہاں آپ کا نقطۂ نظر بھی سامنے آجانا چاہیے۔ اتنی زیادہ بھرمار ہو کہ جو کوئی کھولے آپ کا نقطۂ نظر، آپ ہی کا سٹانس (stance) سامنے ہو۔

باقی سیکیورٹی (security) کے لیے اِکا دُکا واقعات تو ہوتے ہی رہتے ہیں جس طرح دو سویڈش لوگوں کو بیلجیم میں فٹبال میچ میں قتل کر دیا گیا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی واقعات ہوتے رہتے ہیں، ان کو یہ خطرہ تو بہرحال ہے کہ کوئی پاگل سرپھرا کچھ بھی کر سکتا ہے۔ اس لیے خاص طور پر جب فنکشنز (functions) ہو رہے ہوں، اجتماعات ہو رہے ہوں، جمعہ وغیرہ ہو رہا ہو تو جماعت کو سیکیورٹی کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ ایک دوسرے پر نظر رکھیں، vigilance ہوں، نظر رکھنے والے ہوں۔ اگلے کو یہ پتا لگ جائے کہ آنے جانے والے کو کوئی گھور کے دیکھ رہا ہے تو اگلا ویسے ہی محتاط ہو جاتا ہے۔ باقی سوشل میڈیا کا حل تو یہی ہے کہ تبلیغ کرو، زیادہ سے زیادہ ان کے اعتراضوں کے جواب سوشل میڈیا پر ڈالو۔

ایک خادم نے اطفال الاحمدیہ کے نصاب کے بارے میں راہنمائی طلب کرتے ہوئے سوال کیا کہ اطفال الاحمدیہ میں عموماً دو معیار، معیار صغیر اور میعار کبیر ہوتے ہیں، کیا ضرورت کے پیش نظر اس میں تبدیلی کی جاسکتی ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ معیار نہ بھی ہو تو سات سے دس سال والے بچوں کو علیحدہ رکھ لیں اور اس سے اوپر والوں کا پرچہ علیحدہ رکھ لیں۔ وہ معیار صغیر، معیار کبیر ہی کہلائیں گے لیکن عمر کے لحاظ سے معیار صغیر

باقی صفحہ نمبر 07 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دوستوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہترین وہ ہے جو اپنے دوست کیلئے سب سے بہتر ہے
اور ہمسائیوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہترین ہے جو اپنے ہمسائے کیلئے بہترین ہے

(ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی حق الجوار)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

''ذیلی تنظیموں کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ
دین کی خدمت اور ملک وقوم دونوں کی خدمت کرنے کی ترغیب دلائیں
اور یہ خدمت اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ہونی چاہئے۔''

(پیغام برموقع نیشنل اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ تنزانیہ 2019)

طالبِ دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

آنحضرت ﷺ نے انصاری صحابی عبداللہ بن رواحہ کو تین دوسرے صحابیوں کی معیت میں خیبر کی طرف روانہ فرمایا اور انہیں تاکید فرمائی کہ خفیہ خفیہ جائیں اور سارے حالات معلوم کر کے جلد تر واپس آجائیں

سریہ عبداللہ بن رواحہ بطرف اُسَیر بن رِزام اور سریہ عمرو بن اُمیہ ضمری کے حالات و واقعات کا ایمان افروز بیان

دجالی طاقتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا، یہ کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں اس لیے اس زیادہ خوش فہمی کی ضرورت نہیں ہے، ان کے لیے بھی دعاؤں کی ضرورت ہے اور مسلمانوں کو عقل سے کام لے کر اپنے حق حاصل کرنے کی طرف بھی کوشش کرنی چاہئے
اللہ تعالیٰ مسلم قوم کو بھی اس کی عقل دے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 17 /جنوری 2025 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: سریہ عبداللہ بن رواحہ کس کی طرف بھیجا گیا اور یہ سریہ کب ہوا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سریہ عبداللہ بن رواحہ اُسَیر بن رِزام کی طرف بھیجا گیا تھا۔ یہ سریہ شوال 6 ہجری میں اُسَیر یا یُسَیر بن رِزام کی طرف خیبر میں ہوا۔

سوال: سریہ عبداللہ بن رواحہ کی حضور انور نے کیا تفصیل بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب ابورافع سَلَّام بن ابی حقیق کو قتل کیا گیا تو یہودیوں نے اُسَیر بن رِزام کو اپنا امیر مقرر کیا۔ وہ یہود میں کھڑا ہو کر خطاب کرنے لگا کہ اللہ کی قسم! محمد (ﷺ) جب بھی یہود میں سے کسی طرف چلے یا اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو بھیجا تو جس بات کا ارادہ کیا اس میں کامیاب ہو گئے لیکن میں وہ کام کروں گا جو میرے ساتھیوں میں سے کسی ایک نے بھی نہیں کیا۔ یہود نے پوچھا کہ تمہارا کیا کرنے کا ارادہ ہے؟ اُسَیر بن رِزام کہنے لگا۔ میں قبیلہ غَطفان کی طرف جاتا ہوں اور ان کو اکٹھا کرتا ہوں اور ہم محمد ﷺ کی طرف چل کر ان کے گھر میں گھس جائیں گے۔ جب بھی کوئی اپنے دشمن کے گھر میں آ کر حملہ کرتا ہے تو وہ اپنے مقصد میں کسی حد تک کامیاب ہو ہی جاتا ہے۔ تو یہود نے کہا کہ تمہارا خیال بہت اچھا ہے۔ چنانچہ وہ غطفان اور دیگر قبائل کی طرف چلا گیا اور ان کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ کرنے کے لیے اکٹھا کرنے لگا۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس خبر کی حقیقت واضح کرنے کے لیے حضرت عبداللہ بن رَوَاحہؓ کو تین آدمیوں کے ساتھ ماہ رمضان میں خفیہ طور پر بھیجا۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے انصاری صحابی عبداللہ بن رواحہ کو کتنے صحابی کی معیت میں خیبر کی طرف روانہ کیا اور انہیں کیا تاکید فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے انصاری صحابی عبداللہ بن رواحہ کو تین دوسرے صحابیوں کی معیت میں خیبر کی طرف روانہ فرمایا اور انہیں تاکید فرمائی کہ خفیہ خفیہ جائیں اور سارے حالات معلوم کر کے جلد تر واپس آجائیں۔

سوال: عبداللہ بن رواحہؓ اور انکے ساتھیوں نے خیبر میں جا کر اُسَیر بن رِزام کی سازشوں کا کس طرح پتہ کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: عبداللہ بن رواحہؓ اور ان کے ساتھیوں نے ایسی ہوشیاری سے کام لیا کہ خیبر کے قلعوں کے آس پاس گھوم کر اور اُسَیر بن رِزام کی مجلس گاہوں کے پاس پہنچ کر خود اُسَیر اور اس کے ساتھیوں کی زبانی یہ سن لیا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے خلاف یہ یہ تدبیریں کر رہے ہیں۔ انہی دنوں میں ایک غیر مسلم شخص خارجہ بن حُسَیل اتفاقاً خیبر کی طرف سے مدینہ میں آیا اور اس نے بھی عبداللہ بن رواحہ کی تصدیق کی اور کہا کہ میں اُسَیر کو ایسی حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہ مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لیے اپنے لاؤ لشکر کو جمع کر رہا تھا۔

سوال: سریہ عمرو بن امیہ ضَمری کس کی طرف بھیجا گیا تھا اور یہ سریہ کب ہوا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سریہ عمرو بن امیہ ضَمری ابوسفیان کی طرف گیا تھا۔ ابن ہشام، ابن کثیر اور طبری وغیرہ نے اس سریہ کو 4 ہجری کے ضمن میں واقعہ رجیع کے بعد بیان کیا ہے لیکن ابن سعد نے اس سریہ کو 6 ہجری کے سرایا کے ذیل میں بیان کیا ہے اور زرقانی نے بھی ابن سعد کو ترجیح دیتے ہوئے 6 ہجری کے ذیل میں اس سریہ کو بیان کیا ہے۔

سوال: سریہ عمرو بن امیہ ضَمری جو کہ ابوسفیان کی طرف بھیجا گیا تھا اس کا کیا سبب تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس سریہ کی تفصیل یوں ہے کہ ابوسفیان نے قریش کے چند آدمیوں کو کہا کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو محمد (ﷺ) کو اچانک قتل کر دے۔ ایک آدمی نے کہا کہ تُو مجھے لوگوں میں سے سب سے زیادہ مضبوط دل والا پائے گا۔ میری گرفت ان سے زیادہ سخت ہے اور میں سب سے تیز بھاگ سکتا ہوں۔ اگر تُو میری مدد کرے تو میں ان کی طرف جاؤں گا یہاں تک کہ اچانک محمد (ﷺ) پر حملہ کر دوں اور میرے پاس ایک خنجر ہے جو گدھ کے پَر کی طرح ہے۔ اس سے میں محمد (ﷺ) پر حملہ کروں گا پھر میں کسی قافلے میں مل جاؤں گا اور بھاگ کر اس قوم سے آگے بڑھ جاؤں گا کیونکہ راستہ کا میں بہت ماہر ہوں۔ ابوسفیان نے کہا تو ہی ہمارا ساتھی ہے۔ چنانچہ ابوسفیان نے اس کو اونٹ اور زادِ راہ دیا اور کہا اپنے کام کو پوشیدہ رکھنا۔ مدینہ پہنچ گیا اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھنے لگا یہاں تک کہ اسکو آپ کے متعلق بتایا گیا تو اس نے اپنی سواری کو باندھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی طرف آیا اور آپ ﷺ بنو عبدالاشہل کی مسجد میں تھے۔ جب نبی کریم ﷺ نے اس کو دیکھا تو فرمایا: یقیناً اس آدمی کا دھوکہ دینے کا ارادہ ہے۔ پہچان گئے اس کی حالت سے اور اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے ارادے کے درمیان میں حائل ہے۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ پر حملہ کرنے کے لیے چلا تو اُسَید بن حُضَیر نے اس کو اس کی چادر کے اندر والے کنارے سے پکڑ کر کھینچا تو اچانک اس کے ہاتھ سے خنجر گر پڑا اور وہ پکارنے لگا میرا خون میرا خون یعنی میری جان بخشی کر دو۔ پکڑا گیا۔ حضرت اُسَید نے اس کو گردن سے پکڑا پھر اس کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا مجھے سچ سچ بتاؤ کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں امان طلب کرتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ اس نے اپنا کام اور جو کچھ ابوسفیان نے اس کے لیے مقرر کیا بتایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا اور اس شفقت پر وہ مسلمان ہو گیا۔

سوال: رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ اور سَلَمہ بن اسلم کو حرب کی طرف کیوں بھیجا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ اور سَلَمہ بن اسلم کو ابوسفیان بن حرب کی طرف بھیجا اور فرمایا اگر تم دونوں اس کو غفلت کی حالت میں پاؤ تو اس کو قتل کر دینا۔

سوال: ڈسکہ میں مسجد کو مسمار کرنے کے تعلق سے حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ڈسکہ میں کل انہوں نے سڑک بنانے کے بہانے پہلے نوٹس بھیجا کہ اتنی جگہ ہم لیں گے اور وہاں بلڈوزر پھیر کے جگہ صاف کریں گے اس سے مسجد کا تھوڑا سا حصہ غسل خانے وغیرہ آتے تھے لیکن جب بلڈوزر لے کر آئے تو انہوں نے مولویوں کے کہنے پر ساری مسجد کو مسمار کر دیا اور شہید کر دیا۔ یہ مسجد پرانی بنی ہوئی ہے۔ پارٹیشن سے پہلے کی بنی ہوئی تھی اور حضرت چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے شاید بنوائی تھی۔ آجکل اب اس حد تک بڑھ گئے ہیں اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان کی جلد پکڑ کے سامان پیدا فرمائے اور ان کے مکر ان لوگوں پر الٹائے۔

سوال: حضور انور نے فلسطین کے حالات کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: فلسطین کے بارے میں بھی جو معاہدہ ہو رہا ہے کبھی کہتے ہیں ہو گیا کبھی کہا جاتا ہے نہیں ہوا۔ معاہدے کے بعد پھر واقعات ہو رہے ہیں۔ تو اس بات پہ بعض لوگ بے جا خوشی کا اظہار کرنے لگ گئے ہیں لیکن ان کو سمجھنا چاہیے کہ دجالی طاقتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ یہ کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں اس لیے اتنی زیادہ خوش فہمی کی ضرورت نہیں ہے، ان کے لیے بھی دعاؤں کی ضرورت ہے اور مسلمانوں کو عقل سے کام لے کر اپنے حق حاصل کرنے کی طرف بھی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ مسلم قوم کو بھی اس کی عقل دے۔

❁❁❁

خدا کے قانون میں یہی انتظام مقرر ہے کہ رحمت خاصہ انہیں کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو رحمت کے طریق کو یعنی دعا اور توحید کو اختیار کرتے ہیں۔ اس باعث سے جو لوگ اس طریق کو چھوڑ دیتے ہیں وہ طرح طرح کی آفات میں گرفتار ہو جاتے ہیں...........خدا کو تو کسی کی زندگی اور وجود کی حاجت نہیں وہ تو بے نیاز مطلق ہے

خدا تعالیٰ دین سے غافلوں کو ہلاکت میں ڈالنے سے پرواہ نہیں کرتا...... جو دین سے غافل نہ ہوں ان کی ہلاکت اور موت میں خدا تعالیٰ جلدی نہیں کرتا (حضرت مسیح موعودؑ)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 22 ستمبر 2006 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: ایک مومن کیلئے کیا چیز سب سے زیادہ ضروری ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کے لئے جس کا اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان ہے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ اس سے ہر ضرورت کے وقت مانگے اور اس کے لئے دعا کرے، حتیٰ کہ جوتی کا تسمہ بھی مانگنا ہے تو خدا سے مانگے تا کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین رہے، یہ احساس رہے کہ ہر بڑی سے بڑی چیز بھی اور ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اگر کوئی دینے کی طاقت رکھتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس کے فضل کے بغیر ہمیں کچھ نہیں مل سکتا۔ برائیوں سے بچنا ہے تو اس سے دعا مانگو کہ اے اللہ! مجھے برائیوں سے بچا۔ نیکیاں بجالانی ہیں تو اس کے آگے جھکتے ہوئے، اس سے توفیق مانگتے ہوئے نیکیاں بجالانے کی توفیق حاصل کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ ہم نیکیاں بجالا سکتے ہیں، نہ برائیوں سے بچ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہ ہم جہنم کی آگ سے بچ سکتے ہیں، نہ اس کے فضل کے بغیر ہم دنیا و آخرت کی جنت کے نظارے دیکھ سکتے ہیں۔ پس جب سب کچھ اللہ کے فضل سے ہے اور اس کی رحمت سے ملنا ہے تو کس قدر ضروری ہے کہ ہم ہر معاملے میں خدا کو یاد رکھتے ہوئے اس سے مانگیں اور یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ

قرآن کریم میں فرماتا ہے قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡ لَا دُعَآؤُکُمۡ کہ تُو کہہ دے کہ اگر تمہاری دعا نہ ہوتی تو میرا ربّ تمہاری کوئی پرواہ نہ کرتا۔

سوال: رحمت خاصہ کن کے شامل حال ہوتی ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: خدا کے قانون میں یہی انتظام مقرر ہے کہ رحمت خاصہ انہیں کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو رحمت کے طریق کو یعنی دعا اور توحید کو اختیار کرتے ہیں۔ اس باعث سے جو لوگ اس طریق کو چھوڑ دیتے ہیں وہ طرح طرح کی آفات میں گرفتار ہو جاتے ہیں ....خدا کو تو کسی کی زندگی اور وجود کی حاجت نہیں وہ تو بے نیاز مطلق ہے۔

سوال: ایک مومن شخص کا کیا کام ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: مومن شخص کا کام ہے کہ پہلے اپنی زندگی کا مقصد اصلی معلوم کرے اور پھر اس کے مطابق کام کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡ لَا دُعَآؤُکُمۡ خدا کو تمہاری پرواہ ہی کیا ہے اگر تم اس کی عبادت نہ کرو اور اس سے دعائیں نہ مانگو یہ آیت بھی اصل میں پہلی آیت وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ کی شرح ہے۔

سوال: دین سے غافل لوگوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کیا سلوک کرتا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ دین سے غافلوں کو ہلاکت میں ڈالنے سے پرواہ نہیں کرتا...... جو دین سے غافل نہ ہوں ان کی ہلاکت اور موت میں خدا تعالیٰ جلدی نہیں کرتا۔

سوال: جو انسان دعا نہیں کرتا اس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: دعا میں لگے رہو...... ایک انسان جو دعا نہیں کرتا اس میں اور چارپائے میں کچھ فرق نہیں۔

سوال: استجابت دعا کے مسئلے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: استجابت دعا کا مسئلہ درحقیقت دعا کے مسئلہ کی ایک فرع ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ اور شخص نے اصل کو سمجھا ہوا نہیں ہوتا اس کو فرع کے سمجھنے میں پیچیدگیاں واقع ہوتی ہیں اور دھوکے لگتے ہیں ...... اور دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے ربّ میں ایک تعلق جاذبہ ہے۔ یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ تب اس کی روح اُس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوت جذب میں جو اُس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ تب اللہ جلّشانہٗ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً اگر بارش کے لئے دعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبیعہ جو بارش کے لئے ضروری ہوتے ہیں اس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں اور اگر قحط کے لئے بددعا ہے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات اربابِ کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے کہ کامل کی دعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے یعنی باذنہٖ تعالیٰ وہ دعا عالم سفلی اور عُلوی میں تصرف کرتی ہے اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اُس طرف لے آتی ہے جو طرف مؤید مطلوب ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کے بارہ میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ: یاالٰہی تو اس سے پاک ہے کہ کوئی تیرے وجود سے انکار کر کے نالائق صفتوں سے تجھے موصوف کرے سو تو ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا۔ یعنی تجھ سے انکار کرنا عین دوزخ ہے۔

سوال: ہر وہ احمدی جس نے اپنے بچے وقف نو میں دیئے ہوئے ہیں ان کے نمونے کس طرح کے ہونے چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہر وہ احمدی جس نے اپنے بچے وقف نو میں دیئے ہوئے ہیں کہ وہ دین کے خادم بنیں، وہ اس گروہ میں شامل ہوں جو دنیا کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا گروہ ہے، وہ ایسے بچوں کے باپ ہیں جنہوں نے ایک عمر کو پہنچنے کے بعد اسماعیل کی طرح اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کیا ہے۔ ایسی صورت میں اُن باپوں کو بھی تو وہ نمونہ دکھانا ہوگا جو حضرت ابراہیمؑ کا نمونہ ہے۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 23/دسمبر 2024ء بروز سوموار 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

(نماز جنازہ حاضر)

مکرمہ ثمینہ جبین صاحبہ
اہلیہ مکرم خالد محمود صاحب
(آلڈرشاٹ۔یوکے)

16/دسمبر 2024ء کو 62 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ پابند صوم و صلوٰۃ، تہجد گزار، ضرورت مندوں کا خیال رکھنے والی، ہمدرد، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ 1988ء میں شادی کے بعد کوئٹہ سے جرمنی آئیں اور جرمنی میں لوکل مجالس میں بطور صدر لجنہ خدمت کی توفیق ملی۔ 2008ء میں یوکے آگئیں اور یہاں جلسہ سالانہ پر ڈیوٹیوں کے علاوہ مقامی سطح پر خدمت بجالاتی رہیں۔ ترجمۃ القرآن کلاسوں میں بڑی باقاعدگی سے شامل ہوتی تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ تین بیٹے شامل ہیں۔ مرحومہ کے شوہر مکرم خالد محمود صاحب آلڈرشاٹ جماعت میں نائب صدر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(نماز جنازہ غائب)

(1) مکرمہ لبنیٰ افلین بسراء صاحبہ
اہلیہ مکرم شعیب انور بسراء صاحب
(Bochum جرمنی)

24/اکتوبر 2024ء کو عمرہ کے سفر کے دوران مدینہ منورہ میں بیمار ہو کر 53 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ کا تعلق مکرم میراں بخش صاحب درویش قادیان کے خاندان سے تھا۔ آپ بچپن سے ہی عبادت گزار، صوم و صلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، بڑی ملنسار، خوش اخلاق، مہمان نواز اور مخلص خاتون تھیں۔ جماعتی پروگراموں میں بڑی باقاعدگی سے شامل ہوتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم نوید بسراء صاحب (عملہ حفاظت خاص اسلام آباد۔ یوکے) کی چچی تھیں۔

(2) مکرم عبدالحئی صاحب
ابن مکرم محمد اسماعیل صاحب
(سیالکوٹ۔حال سویڈن)

30/جولائی 2024ء کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے دادا حضرت میراں بخش صاحب رضی اللہ عنہ اور پڑدادا حضرت نظام دین صاحب رضی اللہ عنہ نے قادیان جا کر حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ مرحوم سیالکوٹ میں وکیل تھے بعد ازاں وکالت چھوڑ کر اپنے بیٹے کے پاس سویڈن چلے گئے۔ مرحوم ایک لمبا عرصہ سیکرٹری جائیداد سیالکوٹ رہے۔ بڑے عبادت گزار اور اخلاقی لحاظ سے ایک اچھے مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے شامل ہیں۔

(3) مکرم چودھری عبدالمجید صاحب
ابن مکرم چودھری مہتاب الدین صاحب
(گھارو ضلع ٹھٹھہ)

26/اگست 2024ء کو 88 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے پڑدادا حضرت الٰہی بخش صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ مرحوم نے گھارو میں باقاعدہ جماعت قائم کی۔ طویل عرصہ وہاں صدر جماعت اور سیکرٹری مال کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، ہمدرد، ملنسار، محنتی، مخلص اور نیک انسان تھے۔ آپ کے اخلاق اور عملی زندگی کا غیر از جماعت پڑوسیوں پر بہت اچھا اثر تھا۔ پسماندگان میں 4 بیٹے اور 4 بیٹیاں شامل ہیں۔

(4) مکرم ناصر احمد صاحب
(Russelsheim۔جرمنی)

19/ستمبر 2024ء کو 74 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند، اچھے اخلاق کے مالک ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ جماعتی پروگراموں میں بڑی باقاعدگی سے شامل ہوتے تھے۔ خلافت سے گہرا اخلاص کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ بیٹا لوکل امارت میں سیکرٹری وقف نو اور بیٹی اپنی مجلس میں لجنہ اماء اللہ کی سیکرٹری اشاعت کے طور پر خدمت کی توفیق پارہی ہیں۔

(5) مکرم عبدالغفور صاحب
ابن مکرم منصب خان صاحب
(خوشاب)

8/مئی 2024ء کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت ان کے دادا مکرم حاجی احمد صاحب کے ذریعہ سے آئی جنہوں نے 1930ء میں بیعت کی تھی۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، لین دین کے کھرے، مہمان نواز، ایک نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ نے گوٹھ احمدیہ روڈہ میں صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ تبلیغ کا بھی بڑا شوق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں 2 بیٹے اور 7 بیٹیاں شامل ہیں۔

☆......☆......☆

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 24 دسمبر 2024ء بروز منگل 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

(نماز جنازہ حاضر)

مکرم منوراحمد صاحب
(والتھم فارسٹ۔یوکے)

19/دسمبر 2024ء کو 73سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، خوش اخلاق، بڑے ہر دل عزیز مخلص اور نیک انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ مرحوم کے بیٹے مکرم عطاء المصور صاحب (مربی سلسلہ) اور ایک بھتیجے مکرم مبشر احمد ظفری صاحب (مربی سلسلہ) یوکے میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(نماز جنازہ غائب)

(1) مکرم عبدالعزیز مجاہد صاحب
ابن مکرم چودھری برکت علی صاحب
(تخت ہزارہ ضلع سرگودھا۔حال ربوہ)

7/دسمبر 2024ء کو 95سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، دعا گو، دیانت دار، ایک با عمل، نیک اور مخلص انسان تھے۔ تخت ہزارہ ضلع سرگودھا میں جب جماعت کی پہلی دفعہ تنظیم نو ہوئی تو مرحوم وہاں پہلے قائد خدام الاحمدیہ مقرر ہوئے۔ آپ نے مرکز کے حکم پر اپنے ساتھ 12 نوجوانوں کو لے کر فرقان بٹالین میں بھی شمولیت اختیار کی۔ ربوہ میں جب قاضی عبدالرحیم صاحب ریٹائرڈ اوورسیئر کی زیر نگرانی مسجد مبارک ربوہ تعمیر ہو رہی تھی تو آپ وہاں 2 ماہ تک ملازم رہے۔ اس کے بعد گڑھ موڑ ضلع جھنگ میں ایک کاٹن فیکٹری میں مینیجر کی ملازمت کے دوران دس سال تک سیکرٹری مال اور زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کی دو بیویاں تھیں جو کہ آپ کی زندگی میں ہی وفات پا گئی تھیں۔ پسماندگان میں اکلوتی بیٹی مکرمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ (کینیڈا) شامل ہیں۔

(2) مکرمہ حامدہ جبین صاحبہ
(کینیڈا)

5/دسمبر 2024ء کو 90سال کی عمر میں مارکھم کینیڈا میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ پہلے جماعت کی بڑی مخالف تھیں لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی کیسٹس سننے کے بعد بہت متاثر ہوئیں۔ آپ کو ایم ٹی اے کے ذریعہ پہلی عالمی بیعت میں شامل ہونے کی بھی توفیق ملی لیکن بعد میں باقاعدہ طور پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھنے والی، بڑی سادہ دل، ہمدرد اور نیک خاتون تھیں۔ خلافت سے بڑی محبت کا اظہار کرتی تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم انصر رضا صاحب (واقف زندگی مرکزی شعبہ تبلیغ کینیڈا) کی والدہ تھیں۔

(3) مکرم محمد امین صاحب
ابن مکرم حکیم محمد شریف صاحب
(کراچی)

24/جون 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے والد مکرم حکیم محمد شریف صاحب نے 1932ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ مرحوم جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، دیانتدار، ایک خوش اخلاق اور اچھے انسان تھے۔ حضور انور کے خطبات باقاعدگی سے سنتے اور چندہ جات میں بڑے باقاعدہ تھے۔ مرحوم موصی تھے اور حصہ جائیداد اپنی زندگی میں ادا کر دیا تھا۔ پسماندگان میں 6 بیٹے اور 2 بیٹیاں شامل ہیں۔

(4) مکرم چودھری اسحاق احمد ورک صاحب
ابن مکرم چودھری محمد دین ورک صاحب مرحوم
(فتح کلاس ضلع شیخوپورہ حال کینیڈا)

10/نومبر 2024ء کو 69 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد مکرم چودھری محمد دین ورک صاحب کے ذریعہ ہوا جنہوں نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، نرم دل، دعا گو، خلافت سے گہری عقیدت رکھنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شامل ہوتے۔ چندوں میں باقاعدہ اور مالی قربانی میں پیش پیش رہتے تھے۔ آپ نے جماعت شیخوپورہ میں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ 2016ء میں کینیڈا چلے گئے اور جماعت ہملٹن میں بطور سیکرٹری زراعت خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے اور تقریباً دو ماہ قبل اپنا حصہ جائیداد بھی ادا کر چکے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(5) مکرم علی اشکور صاحب
(مراکش)

8/نومبر 2024ء کو 69سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کی زندگی جدو جہد اور قربانیوں سے بھرپور تھی۔ کم عمری میں والد کے انتقال کے بعد آپ نے اپنی والدہ کے ساتھ مل کر بہن بھائیوں کی پرورش کی اور خود تعلیم حاصل کر کے فزکس اور کیمسٹری کے استاد بنے۔ ان کا احمدیت سے تعارف ان کے بہنوئی کے ذریعہ ہوا اور تحقیق کے بعد 2010ء میں باقاعدہ احمدی ہو گئے۔ آپ نے خوابوں کے ذریعے راہنمائی حاصل کی جن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا ذکر ملتا ہے۔ وہ اپنی فیملی کے ساتھ گھریلو ماحول میں نماز جمعہ اور درس وتدریس کا اہتمام کرتے تھے۔ آپ نے اپنی بیماری میں بڑے صبر وہمت کا مظاہرہ کیا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ سب بچے اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہیں۔ آپ کی ایک بیٹی کی شادی مکرم ڈاکٹر الیاس ہمیش صاحب (کینیڈا) سے ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اوران کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

۞۞۞۞

بقیہ وصایا از صفحہ نمبر 19

خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔(1) ایگریکلچرل زمین آدھا بیگھہ واقع شوپورہ گھاٹا جس کا خسرہ نمبر 610 ہے۔(2) ایک عدد مکان جو کہ دو کمروں پر مشتمل ہے جس کا رقبہ 100 گز ہے۔ نوٹ: مذکورہ مکان سرکاری زمین پر تعمیر ہے مستقبل میں روڈ کی توسیع ہونے کی صورت میں یہ مکان اسکی زد میں آسکتا ہے (اسکے کسی طرح کے کاغذات خاکسار کے پاس نہیں ہیں اور نہ ہی تیار ہو سکتے ہیں) میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار -/38,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شہاب الدین جینا العبد : محمد قاسم کاٹھات گواہ : احمد عطاء الرب

مسل نمبر 12230: میں شہادت علی مولا ولد مکرم جابید علی مولا صاحب قوم احمدی مسلمان تاریخ پیدائش: یکم جنوری 1971ء پیدائشی احمدی ساکن: اترباںسراجبن تلا ضلع 24 پرگنہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 29 جنوری 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	داغ نمبر	زمین	کیفیت
1	2979	.01 ڈسمل	کھیتی
2	2981	.01 ڈسمل	تالاب کا کنارہ
3	2982	.01 ڈسمل	تالاب
4	2984	.01 ڈسمل	مکان
5	2991	.0200 ڈسمل	مکان
6	2875/3024	.0000 ڈسمل	تالاب
7	6528	.0200 ڈسمل	کھیتی
8	6529	.0300 ڈسمل	کھیتی
9	6530	.3700 ڈسمل	کھیتی
10	6531	.0100 ڈسمل	کھیتی
11	6532	.0100 ڈسمل	تالاب
12	6533	.0100 ڈسمل	تالاب
13	6538	.1000 ڈسمل	کھیتی
14	6530/6679	.0500 ڈسمل	تالاب
15	3530/6680	.0100 ڈسمل	مکان
16	3530/6681	.0100 ڈسمل	مکان

کل زمین 0.68 ایکڑ، مکان کی زمین پر ایک مکان موجود ہے۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : توفیق احمد مولا العبد : شہادت علی مولا گواہ : راشد احمد خان

HOTEL FIRDOUS
SALANDI BY PASS (BHADRAK)
Nearest to Bus Stand & Railway Station
A/C & Non A/C Rooms, Marriage & Confrence Hall, Laundry Facility
Landline : 06784-240620 Mobile : 9078517843, 7852974737
طالب دعا : شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

M.F. STEELS & ALUMINIUM
Deals in All types of
Aluminium chennels, Section &
Steels, Pipes, Tubes, ACP, Sheet etc.
Sk. Muneer Ahmed
7008220172 9437147910
ahmedmuneersk@gmail.com
طالب دعا : شیخ منیر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

www.akhbarbadr.in

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر12221: میں سجاد حسین ولد مکرم بابونندراؤت گدی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹیچر تاریخ پیدائش: 5 اکتوبر 1990ء پیدائشی احمدی ساکن: پرسونی بھاٹا ضلع پرسہ نیپال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم جنوری 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/13,005 روپے نیپالی کرنسی ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ہاشم احمد　　العبد : سجاد حسین گدی　　گواہ : متین الرحمٰن

مسل نمبر12222: میں M.Alfia زوجہ مکرم محمد شہیر خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹیوشن ٹیچر تاریخ پیدائش: 9 جنوری 1996ء پیدائشی احمدی ساکن: پائی اینڈ پائی نگر کنیا متھور کوئمبٹور صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 ستمبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک جوڑی کان کی بالی 6 گرام 22 کیریٹ۔ حق مہر: 1 لاکھ 10 ہزار روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/3,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : بی محمد شامل　　الامۃ : M.Alfia　　گواہ : ایم محمد شہیر خان

مسل نمبر12223: میں مبشر احمد ولد مکرم ٹی ایم مصطفیٰ صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش: 24 جنوری 2004ء پیدائشی احمدی ساکن: ایاپانگر کنیا متھور کوئمبٹور صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 30 ستمبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد زکریا　　العبد : مبشر احمد　　گواہ : عمر عبد القدیر

مسل نمبر12224: میں راحلہ سید ایس بنت مکرم سید باشا صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 12 مئی 2005ء پیدائشی احمدی ساکن: جوتی نگر فرسٹ اسٹریٹ پوتھانور کوئمبٹور صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 ستمبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد ہار 11 گرام، 2 عدد انگوٹھیاں 3 گرام، 2 سیٹ کان کے جھمکے 6 گرام، ایک عدد بریسلٹ 6 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد زکریا　　الامۃ : راحلہ سید ایس　　گواہ : عمر عبد القدیر

مسل نمبر12225: میں سید زکی احمد ولد مکرم سید احمد نصیر اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش: 1 فروری 1995ء پیدائشی احمدی ساکن: پانڈی چیری، کالا پیٹ، پڈوچیری۔ مستقل پتہ: رسول پور سونگھڑہ، ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 30 جنوری 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ E-Gold (digital gold) دس گرام 22 کیریٹ میرا گزارہ آمد ماہوار -/42,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عبد المولا نا ایم.اے　　العبد : سید زکی احمد　　گواہ : عمر عبد القدیر

مسل نمبر12226: میں محمد ناصر احمد ولد مکرم محمد ہدایت اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 51 سال پیدائشی احمدی ساکن: چندہ پور تاڑوائی کاماریڈی صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 اگست 2023ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ 13 گنٹہ زمین ہے جو خاکسار کے حصہ کی ہے بعض وجوہ کی بناء پر اہلیہ کے نام رجسٹر کیا ہوا ہے مگر خاکسار کے حصہ کی جدی جائیداد ہے۔ ایک جدی مکان ہے جو ابھی تقسیم نہیں ہوا جیسے ہی تقسیم ہوگا خاکسار اسکی اطلاع دفتر کو کر دیگا۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار 8 ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد شہاب الدین　　العبد : محمد ناصر احمد　　گواہ : حمید اللہ حسن

مسل نمبر12227: میں سیدہ منصورہ شخنہ زوجہ مکرم عمران احمد شخنہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش یکم جون 1996ء پیدائشی احمدی ساکن: مسلم پورہ نزد مکہ مسجد یادگیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 13 فروری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 2 تولہ لاکٹ (گلے کی چین) 24 کیریٹ، ایک تولہ لچھا، ایک تولہ ہار، 3 گرام انگوٹھی، پانچ گرام کان کی بالیاں (تمام زیورات 20 کیریٹ) زیور نقرئی: پانچ تولہ چین اور پازیب، پانچ گرام انگوٹھی۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ : احمدی وجاہت احمد　　الامۃ : سیدہ منصورہ شخنہ　　گواہ : طاہر احمد

مسل نمبر12228: میں شکیل احمد منان ولد مکرم سید عبد المنان سالک صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانگی ملازم تاریخ پیدائش: 3 جون 1994ء پیدائشی احمدی ساکن: محلہ گچی باولی یادگیر صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 نومبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/20,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سید عبد المنان سالک　　العبد : شکیل احمد منان　　گواہ : نعیم احمد سگری

مسل نمبر12229: میں محمد قاسم کاٹھات ولد مکرم پھولا کاٹھات صاحب قوم احمدی مسلمان ریٹائرڈ فوجی تاریخ پیدائش 31 دسمبر 1971ء۔ تاریخ بیعت 1996 ساکن: شوپورہ گھاٹا تحصیل بجے نگر ضلع بیاور صوبہ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4 جنوری 2021ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج　جس کی فطرت نیک ہو وہ آئیگا انجام کار (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

V-CARE
Food Plaza
Fast Food Restaurant

!! COME HUNGRY !! LEAVE HAPPY !!

Contact : 7250780760
Ramsar Chowk, Ram Das Gupta Path,
Bhagalpur - 812002 (Bihar)

طالب دعا : خالد ایوب (جماعت احمدیہ بھاگلپور، صوبہ بہار)

رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ (الہامی دعا حضرت مسیح موعودؑ)

ترجمہ: اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے، اے میرے رب! شریر کی شرارت سے مجھے پناہ میں رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر

MOBILE
REPAIR SERVICES

KOLKATA BAZAR MOBILE SHOP
Prop. : Minzarul Hassan
Contact No. 6239691816, 8116091155
Delhi Bazar, Qadian - 143516
Dist. Gurdaspur, PUNJAB

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 74 Thursday 17 April - 2025 Issue. 16

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

فتح خیبر کا ایک بڑا اثر یہ ہوا کہ جزیرہ نما عرب میں یہود کی طاقت ختم ہو کر رہ گئی

غزوہ ذات الرقاع کو معجزات کا غزوہ بھی قرار دیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ پر ایک دشمن کی جانب سے تلوار سونتے جانے کا واقعہ اسی غزوے کے دوران پیش آیا تھا

غزوۂ خیبر اور غزوۂ ذات الرقاع کے تناظر میں سیرت نبوی ﷺ کا بیان

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11/اپریل 2025ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: غزوہ خیبر کے بعد کے کچھ واقعات بیان ہو رہے ہیں، اس میں اہلِ تیماء کی مصالحت کا واقعہ بھی ہے۔

تیماء مدینے سے شام کے راستے میں ایک معروف شہر تھا۔ اہلِ تیماء نے از خود آنحضور ﷺ کی خدمت میں صلح کی پیشکش کی تھی، جسے آپؐ نے قبول فرمایا اور تیماء کے یہود کو اپنے مال و متاع کے ساتھ اپنے علاقے میں رہنے کی اجازت دے دی۔ اسی موقعے پر نمازِ فجر کی ادائیگی میں تاخیر کا بھی ذکر ملتا ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ آنحضور ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ غزوۂ خیبر سے لوٹتے وقت ساری رات چلتے رہے، پھر جب آپؐ کو نیند آئی تو مدینے کے قریب آرام کے لیے پڑاؤ کیا، اور بلالؓ سے فرمایا کہ آج کی رات تم ہماری نماز کے وقت کی حفاظت کرو۔ حضرت بلالؓ جاگنے کے لیے نفل پڑھتے رہے، اور آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ سو گئے۔ جب فجر کا وقت قریب آیا تو حضرت بلالؓ نے اپنی سواری کا سہارا لیا تو حضرت بلالؓ پر بھی نیند غالب آگئی۔ پس نہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ میں سے کسی کی آنکھ کھلی اور نہ ہی حضرت بلالؓ کی آنکھ کھلی، یہاں تک کہ دھوپ ان لوگوں پر پڑی اور پھر رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے جاگے۔ آنحضور ﷺ فکرمند ہوئے اور آپؐ نے بلالؓ سے استفسار فرمایا۔ پھر آپؐ نے وہاں سے چلنے کا حکم دیا اور تھوڑی دُور جا کر رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور صبح کی نماز باجماعت پڑھائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نماز کو بھول جائے اسے چاہیے کہ یاد آنے پر اُسے پڑھ لے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ نماز کو میرے ذکر کے لیے قائم کرو۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ مدینے واپس آتے ہوئے لوگ بلند آواز میں تکبیرات کہنے لگے تو آنحضور ﷺ نے فرمایا: اپنی آوازیں دھیمی رکھو تم کسی بہرے یا غیر حاضر کو نہیں پکار رہے۔

مسلمانوں کا یہ سفر جو محرم سات ہجری کو شروع ہوا تھا، خدا تعالیٰ کے افضال اور کامیابیاں سمیٹتا ہوا صفر کے اختتام یا ربیع الاوّل کے آغاز میں واپسی پر مکمل ہوا۔

مسلمانوں کے حق میں فتح خیبر کے بہت سے اثرات ظاہر ہوئے جن میں ایک بنیادی اثر یہ ہوا کہ عرب میں اردگرد کے بہت سے قبائل جو مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا ارادہ رکھتے تھے، خوف زدہ ہو گئے، کئی قبائل نے از خود صلح کا ہاتھ بڑھایا، کچھ نے اطاعت قبول کرنے میں عافیت جانی۔

فتح خیبر کا ایک بڑا اثر یہ ہوا کہ جزیرہ نما عرب میں یہود کی طاقت ختم ہو کر رہ گئی۔ پھر اس فتح کا مدینے کے مسلمانوں کی معیشت پر بڑا مثبت اثر پڑا، حضرت عائشہؓ سمیت کئی صحابہؓ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کی فتح کے بعد ہمیں پیٹ بھر کر کھانا نصیب ہوتا تھا۔

اس کے بعد غزوہ ذات الرقاع کا ذکر ہے۔ اس غزوہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس علاقے میں ایک درخت یا پہاڑ تھا جس کے نام پر اس غزوے کا یہ نام پڑ گیا، ایک اور وجہ یہ بیان ہوئی ہے کہ اس غزوے میں صحابہؓ کے پاس سواریاں بہت تھوڑی تھیں، اور سفر کی شدت اور سنگلاخ زمین پر چلنے کی وجہ سے صحابہؓ کے پاؤں زخمی ہو گئے تھے اور وہ پھٹے پرانے کپڑوں سے پٹیاں بنا کر زخموں پر باندھتے تھے، کپڑے کی پٹیوں کو چونکہ رقاع کہا جاتا ہے اس لیے اس غزوے کا یہ نام پڑ گیا۔

اس غزوے کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ کتب تاریخ وسیر میں اس کی تاریخ ۴ یا ۵ ہجری مذکور ہے، جبکہ امام بخاری نے ایک قوی شہادت کی بنا پر اسے غزوہ خیبر کے بعد ۷ ہجری کا قرار دیا ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی اپنے نوٹس میں اسے غزوہ خیبر کے بعد ۷ ہجری میں رکھا ہے۔

اس غزوے کا سبب یہ تھا کہ نجد کے علاقے میں بعض راہزن اور ڈکیت مسافروں کو تنگ کیا کرتے تھے، ان پر قابو پانا مشکل تھا۔ اسی طرح اس غزوے کا ایک سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک تاجر مدینے آیا اور اس سے اہلِ مدینہ کو یہ اطلاع ملی کہ اہلِ ثعلبہ اور دیگر قبائل مسلمانوں کے خلاف لشکر کشی کا ارادہ رکھتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر ملی تو آپؐ نے اس مہم جوئی کا ارادہ فرمایا۔ آپؐ مدینے سے چار سَو، سات سَو یا آٹھ سَو ساتھیوں کے ساتھ اس غزوے کے لیے روانہ ہوئے۔

اس غزوے میں صلوٰۃ الخوف ادا کیے جانے کا بھی ذکر ہے۔ حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نخل سے ذات الرقاع گئے اور وہاں غطفان کے لشکر سے سامنا ہوا مگر کوئی لڑائی نہ ہوئی، البتہ آمنے سامنے ہوتے ہوئے حملے کا خطرہ رہا، اس دوران جب نماز کا وقت ہوا تو آپؐ نے صلوٰۃ خوف ادا فرمائی۔ یعنی ایسی نماز جس میں آدھے لوگ نصف نماز میں شامل ہوئے اور پھر پیچھے ہٹ گئے، اور بقیہ آدھے لوگ آ گئے اور انہوں نے بھی آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس نماز کا ذکر سورۃ النساء میں فرمایا گیا ہے کہ ایسی خوف کی حالت میں کس طرح نماز پڑھی جائے۔

شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں کہ صلوٰۃ خوف کے بارے میں اختلاف ہے کہ پہلی بار کس سال اس کے بارے میں حکم نازل ہوا۔ جمہور علماء کا کہنا ہے کہ غزوہ ذات الرقاع میں یہ نماز پہلی بار پڑھی گئی، مگر اس کا حکم کب نازل ہوا اس میں علماء کا اختلاف ہے، کسی نے اس کا حکم ۴، کسی نے ۵، کسی نے ۶ اور کسی نے ۷/ ہجری کا قرار دیا ہے۔ پندرہ دن کی اس مہم کے بعد آپؐ واپس مدینے کی جانب روانہ ہوئے۔

اس غزوے کو معجزات کا غزوہ بھی قرار دیا گیا ہے۔ آپؐ پر ایک دشمن کی جانب سے تلوار سونتے جانے کا واقعہ اسی غزوے کے دوران پیش آیا تھا۔

اسی غزوے کے دوران ایک پرندے کا واقعہ بھی پیش آیا، جس کی تفصیل یوں ہے کہ اس غزوے کے دوران صحابہؓ میں سے ایک شخص آنحضور ﷺ کی خدمت میں پرندے کا ایک بچّہ لے کر آیا، آنحضور ﷺ اس کی طرف دیکھ رہے تھے کہ اُس پرندے کی ماں یا باپ میں سے ایک نے اُس صحابی کے سامنے خود کو گرا دیا گویا اپنا آپ اُس صحابی کے سامنے پیش کر دیا۔ لوگ اس منظر کو تعجب سے دیکھ رہے تھے، آنحضور ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تم لوگ اس پرندے پر تعجب کرتے ہو، تم نے اس کے بچّے کو پکڑ لیا ہے اور یہ پرندہ اپنے بچّے کو آزاد کروانے کے لیے اپنا آپ تمہارے سامنے پیش کر رہا ہے۔ اللہ کی قسم! تمہارا ربّ اس پرندے کے اپنے بچّے پر رحم کرنے سے زیادہ تم پر رحم کرتا ہے۔

اسی طرح اس غزوے کے دوران ایک جنونی بچّے کی شفایابی کا واقعہ بھی بیان ہوا ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ اس سفر کے دوران ایک دیہاتی عورت آنحضور ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اس پر شیطان غالب آ چکا ہے، یعنی اس پر جنون کا حملہ ہوتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے اپنا لعابِ دہن اس بچّے کے منہ میں ڈالا اور فرمایا کہ اے اللہ کے دشمن! اس سے دُور ہو جا، مَیں اللہ کا رسول ہوں۔ یہ کلمات آپؐ نے تین دفعہ فرمائے اور پھر حکم دیا کہ اس بچّے کو لے جاؤ اب اسے یہ تکلیف پھر کبھی نہیں ہوگی۔

اسی سفر کے دوران ایک اونٹ حضور ﷺ کے پاس تیزی سے آیا اور اس نے چلّانا شروع کر دیا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ اس اونٹ نے کیا کہا ہے؟ یہ اپنے آقا کی شکایت کر رہا ہے کہ اس کا آقا کئی سالوں سے اس سے خدمت لے رہا ہے اور اب وہ اسے ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ آپؐ نے اس کے مالک کو بلایا اور فرمایا کہ تم اس اونٹ کو میرے ہاتھ بیچ دو۔ پھر آپؐ نے اس اونٹ کو خرید کر جنگل میں چرنے کے لیے چھوڑ دیا۔

اسی غزوے میں حضرت جابرؓ کا اونٹ گم ہو گیا تھا، آپؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک اندھیری رات میں میرا اونٹ گم ہو گیا۔ مَیں اسے تلاش کرتے ہوئے حضور ﷺ کے پاس سے گزرا اور آپؐ کے استفسار پر بتایا کہ میرا اونٹ گُم ہو گیا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ تیرا اونٹ فلاں جگہ پر ہے، جا اور اسے لے لے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ مَیں اس جگہ پر گیا مگر وہاں مجھے اونٹ نہ ملا، مَیں واپس حاضر ہوا تو آپؐ نے دوبارہ وہیں جانے کا ارشاد فرمایا۔ مَیں دوبارہ وہاں گیا مگر اونٹ نہ ملا۔ اس پر آپؐ شفقت فرماتے ہوئے میرے ساتھ وہاں گئے، یہاں تک کہ ہم اونٹ تک پہنچ گئے پھر آپؐ نے مجھے اونٹ پکڑا دیا۔

غرض اس غزوے میں کئی معجزات کا ذکر ہے، مثلاً اسی غزوے میں حضرت جابرؓ کا ایک اونٹ سست ہو گیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے کچھ پانی لے کر اس پر پھونک ماری اور اس اونٹ کی کمر، سر اور پیٹھ پر وہ پانی چھڑک دیا۔ پھر آپؐ نے سونٹی سے اس اونٹ کو چند ضربیں لگائیں جس پر وہ اونٹ تیز ہو گیا۔

اسی طرح اس غزوے کے دوران لگن میں پانی بڑھ جانے اور معجزانہ برکت کا واقعہ بھی ملتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آنحضور ﷺ کے اسی قسم کے معجزانہ واقعات کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس درجہ لقا میں بعض اوقات انسان سے ایسے امور سرزد ہوتے ہیں کہ جو بشریت کی طاقتوں سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور الٰہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ جیسے ہمارے سید و مولیٰ سید الرسل حضرت خاتم الانبیاء ﷺ نے جنگِ بدر میں ایک سنگریزوں کی مٹھی کفار پر چلائی اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعے سے نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی مگر اس مٹھی نے خدائی طاقت دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ پہنچا ہو، اور وہ سب اندھوں کی طرح ہو گئے…… اسی قسم کے اور بھی بہت سے معجزات ہیں، جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت ﷺ نے دکھلائے جن کے ساتھ کوئی دعا نہ تھی۔

☆……☆……☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad